# حصہ اول

وقال الذین کفروا لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فیه لعلکم تغلبون ۲۴

کہنے لگے منکر نہ سنو اس قرآن کو اور شور مچاؤ اس کے پڑھنے میں شاید تم غالب ہو

انما یستجیب الذین یسمعون

مانتے وہی ہیں جو کہ سنتے ہیں پارہ ۷

رسالہ عجالہ الموسوم بہ

# جشن مونگیر

جس میں اُس مباحثہ کی مکمل و مفصل روئداد معہ اصل مباحثہ درج کی گئی ہے جو بتاریخ ۲ و ۳ جون سنہ ۱۹۱۱ء مونگیر میں مابین علماء احمدی سلمہم اللہ و علماء غیر احمدی ہداہم اللہ واقع ہوا

جسمیں احمدیوں کو فتح عظیم حاصل ہوئی

مرتبہ مولوی حکیم خلیل احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ مونگیر

بماہ اگست سنہ ۱۹۱۱ء

عاجز قاسم علی احمدی نے

اپنی الحق پریس دہلی میں طبع کراکر شائع کیا

بار اول ۷۵۰

قیمت ۳/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حصہ اول

# دیباچہ

الحمد للہ الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا و ینشر رحمتہ ویرسل الرسل مبشرین ومنذرین حتی اذا کذبت رسلہ فیتھم عصبۃ فخاب وخسر من سعی فی الارض فساداً بغیر الحق وصد عن سبیل اللہ ونال وفاز من کان من الصابرین ولبی الداعی الی اللہ فیا تباب من تعدی وطغی ولتب میزان الوغی ویا مغازمن اتقی وصار من اولی النھی

مونگیر میں احمدیون اور غیر احمدیون میں جو مباحثہ ہونے والا تھا۔ اس کیلیے

فریقین انجمن حمایت الاسلام مونگیر کے مکان میں (جو حضرت مولانا حسن علی احمدی مرحوم کی قائم کردہ اور یہ مکان بھی انہیں مرحوم کا عطیہ ہے) ۲۔جون کو جمع ہوئے۔ سارا صحن مکان جسمیں شامیانہ لگا کر سایہ کیا گیا تھا کھچا کھچ ناظرین سے بھرا ہوا تھا۔ کئی ہزار آدمی جمع تھے وسط صحن سے کسیقدر غربی جانب ہٹ کر علماء فریقین کے بیٹھنے کے لیئے آمنے سامنے جنوباً شمالاً متعدد کرسیاں اور کرسیوں کے سامنے ایک ایک میز پڑی ہوئی تھی۔ اور اس سے شرقی جانب تھوڑا سا فاصلہ دے کر ایک اور میز تھی جس کے جنوبی و شمالی سمتوں میں فریقین کے دو دو پنچوں اور شرقی سمت میں غرب رو یہ سرپنچ کی کرسی تھی۔

کارروائی شروع ہونے سے قبل شیر اسلام مولانا محمد قاسم علی صاحب ایڈیٹر رسالہ احمدی نے باجازت سرپنچ کل حاضرین کو مخاطب کرکے تمام خلاف تہذیب امور سے بکلی محترز و مجتنب رہنے کی طرف نہایت موثر لب ولہجہ اور دلنشین الفاظ میں توجہ دلائی اور اپنی جماعت کو کسی امر خلاف طبع کے پیش آجانے پر بھی صبر و تحمل اور برداشت کی ہدایت فرمائی۔ بالآخر گورنمنٹ برطانیہ عظمےٰ کا جس کے عہد سعادت عہد میں ہمکو علی العموم ہر قسم کا امن وامان ہے۔ اور بالخصوص مذہبی آزادی جیسی کہ چاہیئے حاصل ہے۔ پر زور الفاظ میں شکریہ ادا کیا۔ اور اپنی جگہ متمکن ہوگئے۔ یہ کارروائی جانبین کے حق میں مفید تھی۔ اور مطلق ضرورت نہیں تھی۔ کہ اس کا جواب دیا جاوے۔ لیکن جناب معلی القاب



مولوی عبد الوہاب صاحب اٹھے اور گویا ہوئے۔ کہ بھائیو میں خوب جانتا ہوں۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی توہین کیئے جانیکی وجہ سے تمہارا کلیجہ منہ کو آرہا ہے۔ تمہارا سر چکرا رہا ہے۔ اور تمہاری آنکھوں میں اندھیرا چھا رہا ہے۔ اور جوش حمیت سے تمہارا خون تمہاری رگوں میں گردش کھا رہا ہے۔ (ایک شعر پڑھکر) آہ کیسی توہین کی ہے۔ (مطلب بیان کرکے) ہائے تمہیں کتنی اذیت دی ہے۔ (رونے کا لہجہ بنا کر)۔ مگر بھائیو۔ تم صبر کرو۔ اور عزیزو! تم ضبط سے کام لو لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

اب یہ ضبط و صبر کرنے کی فہمایش اور امن قائم رکھنے کی ہدایت تھی یا بارود کے قلعہ میں چنگاری پھینکنے کی خطرناک و قابل نفرت حرکت اس کا فیصلہ بڑی خوشی سے ہر منصف مزاج و حق پسند کے کانشنس پر چھوڑا جاتا ہے۔

اب آٹھ بجا چاہتے ہیں۔ کہ سرپنچ صاحب نے کارروائی شروع کیئے جانے کا حکم دیا۔ جماعت احمدیہ کے پنچ حضرت مولانا مولوی ابو المجد محمد عبد الماجد صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا۔ کہ شرائط میں یہ بات طے پائی ہے۔ کہ ایک ہی مسئلہ میں فریقین مدعی بھی ہوں۔ اور پھر اسیمیں مدعا علیہ بھی۔ یعنی ایک بار مناظر صاحب فرقہ احمدیہ مدعی ہوں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعود ہیں اور مناظر صاحب فرقہ غیر احمدیہ مدعا علیہ۔ اور ایک بار مناظر صاحب فرقہ غیر احمدیہ مدعی ہوں۔ کہ معاذ اللہ

حضرت اقدس) مرزا صاحب اپنے دعوے میں کاذب ہیں۔ اور مناظر صاحب فرقہ احمدیہ مدعا علیہ تو ایسی حالت میں مناسب ہے کہ دونوں پرچے ساتھ ساتھ شروع کیئے جائیں پہلے دونوں فریق مدعی بنکر اپنے دعوے کا ثبوت دیں۔ اور پھر مدعا علیہ بنکر ایک دوسرے کا جواب + اس میں وقت بھی کم صرف ہوگا۔ اور پبلک کو دو پرچے بھی ساتھ ہی ساتھ سننے کو مل جائیں گے۔ اس پر فریقین کے پنچوں میں گفتگو شروع ہو گئی۔ اور فرقہ غیر احمدیہ کے پنچ نے کہا۔ نہیں پہلے مناظر صاحب فرقہ احمدیہ (حضرت اقدس) مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کا ثبوت تحریر کریں اس کے بعد مناظر صاحب فرقہ غیر احمدیہ اس کا جواب دیں۔ دونوں کا ساتھ ہی ساتھ لکھنا منظور نہیں۔ کچھ دیر کی گفت و شنید کے بعد سرپنچ صاحب نے رائے دی کہ وقت تو یوں بے شک زیادہ صرف ہوگا لیکن خیر یوں ہی سہی پہلے ایک فریق اپنا دعوی لکھے پھر دوسرا اس کی تردید۔

سرپنچ صاحب کا یہ کہنا تھا۔ کہ عجب طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا اور عوام نے (جو مولوی صاحب کے جھوٹے الزامات لگانے کی وجہ سے سخت افروختہ ہو رہے تھے) خدا جانے کس کا اور کیا اشارہ پایا کہ تالیاں بجانا اور بے تحاشا غل و شور مچانا شروع کیا۔ اسپر جماعت احمدیہ کے پنچ حضرت مولانا مولوی ابو المجد عبد الماجد صاحب نے سرپنچ صاحب کو توجہ دلائی کہ ان لوگوں کی طرف سے پے در پے اپنے قول و اقرار و



و شرائط کے خلاف ورزی وقوع میں آرہی ہے (پہلے تو انہوں نے اپنے عہد و پیمان کے خلاف جلسے سے پیشتر شہر کے مختلف مقامات پر تقریریں کرکے ہمارے خلاف لوگوں کو برانگیختہ کیا۔ پھر تعین وقت تحریر و تقریر و تعداد پرچہ جو حسب شرائط بعد تقرر سرپنچ ہونا تھا اسکا ہمکو موقعہ نہیں دیا۔ پھر عین مباحثہ میں حضرت اقدس مرزا صاحب پر حضرت امام حسین ع کی توہین کا جھوٹا الزام لگا کر جناب کے سامنے عوام کو ایک نہایت فتنہ انگیز شہ دی۔ پھر سب کے آخر میں تالیاں بجوانے کی نفرت انگیز حرکت کی کیا مباحثہ کا یہی قاعدہ اور مناظرہ کا یہی طریقہ ہے۔ کیا شایستگی اسی کا نام ہے۔ اور کیا مہذب لوگوں کا یہی کام ہے۔) ہم چاہتے ہیں کہ متانت و سنجیدگی سے احقاق حق و ابطال باطل ہو۔ لیکن ہمارے فریق مقابل کی کارروائیوں سے ظاہر ہے۔ کہ احقاق حق اس کا مقصود ہے۔ یا صرف عوام کالانعام میں اپنی نمود۔ ہم صاف کہتے ہیں۔ کہ ہمکو ایسی فتح و شکست کی مطلق پرواہ نہیں اور پرواہ ہونا تو کیا۔ ہمارے نزدیک تو ایسی مصنوعی فتح کا تصور بھی روا نہیں۔ حضرت مولانا ممدوح کی تقریر کے بعد سرپنچ صاحب نے بھی فرقہ غیر احمدیہ کی کارروائیوں پر ناپسندیدگی اور افسوس کا اظہار کیا۔ اور تالیوں والی حرکت کو تو نہایت ہی نامعقول اور بیہودہ حرکت قرار دیا۔ غیر احمدیوں کی طرف سے یہ تمام کارروائیاں بالخصوص جلسہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی توہین کا الزام لگا کر گرمائی ہوئی طبیعتوں کو گرمانا۔ بلکہ بھڑکانا۔ اور اکسانا پھر بلا وجہ بلا سبب تالیاں بجوانا۔ اور شور و غل مچانا

ایسی کارروائیاں نہیں تھیں جنپر کسی طرح پردہ پڑ سکتا...... مگر جناب مولانا مولوی عبدالوہاب صاحب کھڑے ہوئے۔ اور آپ نے حد سے بڑھ جانے والی ایمانداری کے جوش میں فرمایا۔ کہ جانبین سے جو یہ حرکت وقوع میں آئی ہے۔ نہایت کمینہ حرکت تھی۔ استغفر اللہ استغفر اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ خدا جانے ان لوگوں کی حق پسندی و راست گوئی کہاں تشریف لے گئی۔ جو ایسی کھلی کھلی افتراپردازیوں اور اتنی سفید مغالطہ سازیوں سے پرہیز نہیں فرماتے چونکہ یہ مذکورہ زیادتیوں پر ایک اور زیادتی تھی اس لیئے جماعت احمدیہ کی جانب سے کہا گیا۔ کہ اے جناب مولوی صاحب کرم کیجئے اور خدا کے لیئے جانبین کا نام نہ لیجئے کیونکہ اگر جماعت احمدیہ کی متانت و سنجیدگی کے آپ قائل نہ بھی ہوں۔ تو بھی کچھ حرج نہیں۔ اس کی تعداد ہی گواہی دے رہی ہے۔ کہ اس سے یہ حرکت وقوع میں نہیں آسکتی علاوہ ازیں چونکہ سرپنچ صاحب نے دونوں فریق کے ساتھ ہی ساتھ لکھنے کے بجائے ایک کے لکھنے کے بعد دوسرے کے لکھنے میں بھی کوئی مضایقہ نہیں سمجھا اور یہ امر آپ کی خواہش کے مطابق ہے اس لیئے بھی جماعت احمدیہ کو کوئی موقعہ نہیں۔ کہ وہ شور و غوغا مچائے اور تالیاں بجائے۔ پس اس میں تو شک نہیں کہ بقول آپ کے یہ حرکت واقعی ایک نہایت ہی کمینہ حرکت ہے لیکن بجائے ایک فریق کے دونوں کو اس کا مرتکب بتانا اس سے بھی زیادہ قابل نفرت ہے۔ بالآخر مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی کو اقرار کرنا پڑا کہ بے شک یہ



کمینہ حرکت تھی۔ ان کے اس اقرار پر یہ بات ختم ہو گئی۔ اب آٹھ بجکر اور سرپنچ صاحب کے ارشاد پر جماعت احمدیہ کے مناظر حضرت مولانا مولوی شاہ غلام رسول صاحب احمدی نے عربی پرچہ لکھنا شروع کیا۔ اور نو بجکر چوبیس منٹ آئے تھے۔ یعنے وقت مقررہ میں ابھی چھ منٹ باقی تھے۔ کہ ختم کر کے بحن داؤدی عربی عبارت پڑھکر اس کا مطلب بیان فرمانا شروع کر دیا۔ اس وقت ہر طرف سناٹا تھا۔ لوگ نہایت غور سے سن رہے تھے۔ کہ غیر احمدیوں کے بعض مولوی صاحبوں میں سرگوشیاں ہونے لگیں۔ اور پرچہ کچھ تھوڑا ہی سا پڑھا گیا تھا۔ کہ مخالفین سلسلہ احمدیہ کے کلیجے تھرا گئے۔ سر چکرا گئے۔ اور اس خیال سے ان کے دل گھبرا گئے۔ کہ اگر سارا پرچہ اسیطرح پڑھا گیا۔ تو ہماری خیر نہیں۔ اور مغالطہ سازیوں اور افتراپردازیوں کا طلسمی قلعہ جو ہمنے عوام کے مقید رکھنے کے لیئے کھڑا کیا ہے۔ دھواں بنکر اڑ جائے گا۔ آخر صبر کے ساتھ سارا پرچہ پڑھے جانے کی تاب نہ لائے۔ اور ایک وہ مولوی صاحب جن کو لب کھولنے کا بھی کوئی حق نہ تھا سرپنچ صاحب کی اجازت لیئے بغیر ہی بے تحاشا چلائے کہ عربی پڑھکر اس کا مطلب کیوں بیان کیا جاتا ہے۔ عربی ایک بار پڑھ دی جائے اور لفظی ترجمہ ایک بار۔ احمدیوں کیطرف سے جواب دیا گیا۔ کہ شرط میں ترجمہ کے ساتھ مفہوم کا لفظ بھی تو موجود ہے۔ پس ہمکو مطلب بیان کرنے کا ہر طرح حق ہے۔ آپ وقت ضایع نہ کریں۔ اور پرچہ ختم ہونے دیں اپنے وقت میں آپ کو بھی بھی

X Qadian party finish writing at 9. 24
9 Kumbu-dehai

اختیار حاصل ہے۔ آپ بھی جی کھول کر جتنا چاہیں مطلب بیان کریں
غیر احمدیوں کے پنچوں نے ایک نہ سنی اور بے کار شور مچاتا۔ اور فضول قصہ
بڑھانا شروع کر دیا۔ اب چونکہ دوپہر ہونے آئی تھی اور گرمی بڑی شدت
سے پڑ رہی تھی۔ اس لیئے سرپنچ صاحب نے حضرت مولینا مولوی
غلام رسول صاحب سے دستخط کرا کر پرچہ لے لیا۔ اور جلسہ دوسرے روز
کے لیئے ملتوی کیا۔ اور مولوی ابراہیم صاحب وہابی سیالکوٹی جو باوجود
کچھ نہ ہونے کے اس جلسہ میں سب کچھ ہونے کے طفلانہ اظہار میں
آخر تک مصروف رہے۔ اور آپ کی ذات بابرکات موافق و مخالف
دونوں کے لیئے کسی نہ کسی رنگ میں تماشا رہی ہے۔ سرپنچ صاحب کے
شکریہ میں مصروف ہوئے۔ شکریہ بھی انگریزی زبان کے چار لفظوں میں
ظاہر ہے۔ کہ اس کا مقصد سوائے اس کے کہ ہم بھی انگریزی دان ہیں۔ اور
کیا ہو سکتا ہے۔ مولوی صاحب کا یہ تکبر توڑنے کے لیئے ہمارے فاضل
نوجوان مولانا مولوی عبد القادر صاحب مولوی فاضل بی۔ اے۔ اٹھے
اور اس فصاحت و سلاست اور ایسی شیریں زبانی اور خوش بیانی سے
انگریزی تقریر کی کہ باید و شاید مولانا موصوف کی تقریر کا جملہ جملہ مولوی
سیالکوٹی سے بزبان حال کہہ رہا تھا۔ ع سنبھل کے رکھنا قدم دشت
خار میں مجنوں۔ کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے۔ طرفہ لطیفہ ہے۔
کہ جب ایک جبہ پوش مولوی نے ناپاک انگریزی کے چند لفظ زبان سے
نکال کر اپنی زبان اور اپنے مقدس علماء کے کانوں کے ساتھ فضائے آسمانی



کو بھی نجس کر ڈالا۔ تو کسی کے کان پر جوں تک نہ چلی۔ لیکن جونہی کہ جناب
مولانا عبد القادر صاحب مولوی فاضل۔ بی۔ اے۔ گویا ہوئے۔ کہ ایک
مولوی متبرک کلیجے پر بڑا سانپ لوٹ گیا۔ اور تقریر کے ختم ہوتے ہی وہ
مع اپنے جبے کے انگریزی زبان کی مذمت کرتا اور ہم لوگوں کو برا بھلا
کہتا ہوا۔ اس زور و شور اور ایسے بے تکے پن سے ہم لوگوں کی طرف دوڑا
بلکہ جھپٹا۔ کہ سرپنچ صاحب کو بھی بے اختیار ہنسی آگئی آخر کار دو تین مولویوں
نے اٹھ کر اسے پکڑا۔ اس مولوی نے یہ کرتب کیوں دکھایا۔ صرف اسلیئے
کہ انگریزی زبان کا استعمال اسے پسند نہ آیا۔ لیکن تعجب اور حیرت کہ مولانا
عبد القادر صاحب سلمہ مولوی فاضل بی اے کی تقریر دلپذیر کے
بعد ہی جب مولوی معین الحق صاحب وکیل نے غیر احمدیوں کی جانب سے
سرپنچ صاحب کے شکریہ کی مکرر ضرورت سمجھی اور انگریزی میں یہ خدمت
انجام دی تو باوجودیکہ وہ مولوی بالکل کھلے بندوں بیٹھا تھا۔ اور چند مولویوں
کا اس کو مضبوط پکڑنا تو درکنار کسی نے معمولی گرفت بھی نہیں کی تھی۔ تاہم
اس نے لپکنے کی طرف مطلق توجہ نہ کی اور لپکنا تو کجا اسے جنبش بھی نہ ہوئی
معلوم نہیں اس وحشت مآب مولوی کا مقصد کیا تھا۔ اور وہ کیوں جھپٹا
تھا۔ افسوس کہ ہمکو اس کا نام بھی معلوم نہیں۔ ورنہ ہم بہت ادب سے
اس کا منشا اس سے دریافت کرتے۔ خیر اب جلسہ برخاست ہوا۔ اور علمائے خلف حسب
معمول ہم لوگوں پر جھوٹے الزام لگانے اور مخلوق کو ہمارے برخلاف ابھارنے اور
اکسانے میں مصروف ہو گئے۔ سنا ہے کہ دن رات میں کئی کئی جگہ جلسے ہوئے۔ ۲۳ جون کی صبحکو دو تین تو

جلسہ کا رنگ پہلے روز سے بدلا ہوا تہا۔ ایک تو سرپنچ صاحب کی
میز کے سامنے غربی جانب ایک میز اور ڈالی گئی تہی جس کے صدر
پر ایک مولوی صاحب مکرم اکیلے متمکن تھے اور دوسرے غیر احمدیوں کے
مناظر جناب مولوی عبد الوہاب صاحب برخلاف پہلے روز کے سٹیل
بکسوں کے ایک گھروندے میں (جو میز پر بنایا گیا تہا) گھرے ہوئے تھے
جناب سرپنچ صاحب نے عربی پرچہ نکال کر جناب مولانا مولوی غلام
رسول صاحب کو دیا۔ کہ سنائیں۔ لیکن ابہی ایک ہی جملہ پڑھا تہا۔ اور
مطلب پورا بیان بہی نہ کیا تہا۔ کہ وہی کل والی لغویت پھر شروع ہو گئی
کہ مطلب کیوں پڑھا جاتا ہے۔ پھر کہا گیا۔ کہ شرط میں ترجمہ کے ساتھ
مفہوم کا لفظ بہی تو موجود ہے۔ ہمکو مطلب بیان کرنے سے کون روک سکتا
ہے۔ اور علاوہ اس کے اگر مطلب نہ بیان کیا گیا۔ تو پھر پبلک کیا فائدہ
اٹھا سکے گی۔ اور کسی نتیجہ تک پہنچنے کا کسطرح موقعہ پا سکے گی۔ غیر احمدیوں
کے پنچ مولوی مرتضے حسن دربہنگی نے بہت جھنجلا کر اور بہت ہی
منہ بنا کر کہا۔ کہ مفہوم ترجمہ میں داخل ہے۔ ترجمہ سے علیحدہ کوئی چیز
نہیں ہے آپ فقط ترجمہ سنا دیں۔ پبلک خود سمجھ لیگی۔ جب دیکہا کہ یہ چالباز
لوگ کسیطرح سیدہے راستے پر نہیں آتے۔ تو شیر اسلام کی (جو احمدیوں
کے پنچ مولوی سید وزارت حسین صاحب احمدی کے بضرورت کچہری
چلے جانے کی وجہ سے آج احمدیوں کیطرف سے پنچ تھے) دہاڑ شروع
ہوئی اور خوب گرجتی ہوئی آوازیں یہ فقرے مخلوق کے کانوں تک پہنچے۔ کہ



مفہوم ہرگز ترجمے کے اندر داخل نہیں۔ اگر داخل تہا۔ تو پھر مفہوم کے لفظ
کا لکھنا ہی بے کار تہا۔ صرف ترجمہ لکھنا کافی تہا۔ لیکن جبکہ لفظ مفہوم موجود ہے
تو وہ درحقیقت ترجمہ سے علیحدہ ہے۔ اور صرف ترجمہ سے پبلک ہرگز ہرگز
مطلب نہیں سمجھ سکتی اگر آپ اس دعوے میں سچے ہیں۔ تو قرآن شریف
کے بہی ترجمے موجود ہیں فرمایا کوئی لفظی ترجمہ پڑہ کر پبلک کو سنائے اور پھر
مطلب دریافت فرمائیے۔ تو ابہی پتہ چل جائے گا لیکن کیا آپ ایسا
کرینگے۔ ہرگز ہرگز نہیں کرینگے۔ افسوس ہے کہ آپ جو چاہتے ہیں پبلک
کو ہمارے خلاف سناتے ہیں۔ اور ہمارے پرچہ کا مطلب سنا دیئے جانے
سے بہی گھبراتے ہیں۔ اب تو جو ہوا سو ہوا۔ مگر اب یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ
آپ تو جا و بے جا جو چاہیں فرماتے چلے جائیں۔ اور ہم لوگ اپنے جائز
حقوق سے بہی فائدہ نہ اٹھائیں مولوی مرتضے حسن نے بہت بگڑ کے کہا
کہ شرط کا ہرگز یہ منشا نہیں۔ کہ مطلب بہی سنایا جائے۔ اور ہم کبھی مطلب
سنانے نہ دینگے۔ شیر اسلام نے جواب دیا کہ شرط کا بے شک یہی
منشا ہے۔ کیونکہ مفہوم بہی ترجمہ کے ساتھ موجود ہے۔ اگر لفظ مفہوم کے ہوتے
ہوئے بہی یہ مطلب نہیں تو شرط سراسر نامعقول ہے۔ یہ کیسی بات
ہے۔ کہ ترجمہ کے ساتھ شرط میں لفظ مفہوم تو موجود ہو اور آپ ہمارے
پرچہ کا مطلب سنائے جانے پر کسی طرح رضامند نہ ہوں۔ ہم مطلب
سنائیں گے اور ضرور سنائیں گے۔ اس فقرہ کی کہ مطلب ضرور سنائینگے
اور اسکی کہ ہرگز نہ سنانے دیں گے۔ کچھ دیر خوب تکرار رہی۔ پھر مولوی

عبدالوہاب صاحب اچک کر اپنی کرسی پر کھڑے ہو گئے اور سرپنچ صاحب کو مخاطب کر کے بولے بس جناب بس۔ مباحثہ بند کر دیجے۔ بند کر دیجے اور اس قول میں مولوی مرتضےٰ احسن صاحب دربھنگی نے بھی ان کی ہان مین ہاں ملائی۔ تو اقرسے بھی کہا گیا۔ کہ اگر اسی وجہ سے مباحثہ بند کیا جاتا ہے۔ تو ایک بار نہیں ہزار بار بند آخر جب یہ نزاع کسی طرح طے نہ ہوئی۔ اور مولوی صاحب بدستور اپنی خواہ مخواہ کی ضد پر قایم رہے۔ تو جناب بابو کملا سہائے صاحب مختار نے جو جلسے کے سرپنچ تھے۔ مباحثہ بند کرنے کے متعلق اپنی رائے لکھکر جانبین کے پنچوں سے دستخط لئے اور رائے سناکر مباحثہ بند کر دینے کا اعلان کیا۔ یہ اعلان سنکر چند لمحے کے لیے تو ایک سناٹا سا چھا گیا۔ علمائے خلف کے گروہ مین ایک جنبش پیدا ہوئی۔ اور بعض تو جس کرسی یا بنچ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس پر کھڑے ہوئے اور بعض اپنی جگہ سے بلند تر جگہ کی طرف لپکے۔ اور باستثنائے چند تالیاں بجانے اور دیوانہ وار نعرہ لگانے میں مصروف بلکہ محو ہو گئے۔ اور مولوی عبدالوہاب ہان وہی مولانا مولوی عبدالوہاب صاحب جو کل تالیان بجانے کو کمینہ حرکت بتا چکے تھے۔ آج کرسی پر کھڑے تالیاں بجا رہے تھے۔ اور حلیہ مبارک سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یا تو کسی سخت مصیبت سے خلاصی پائی ہے۔ یا کسی شیر کے پنجے سے اتفاقاً رہائی۔

دیو بندیوں اور ان کے پیر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے



حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محفل میلاد شریف کو البراہین القاطع کے صفحہ ۱۴۸ میں کنھیا کا سوانگ بتایا تھا۔ لیکن یہ سنت اللہ ہے۔ کہ جب کوئی قوم کسی نبی کی توہین کرے۔ تو جن امور کی بنیاد پر توہین کرے انہیں میں خود مبتلا کی جاتی ہے۔ بس اب دیکھنے والے غور کریں۔ کہ سوانگ وہ ہے۔ کہ جسمیں رحمۃ للعالمین سید الاولین والآخرین خاتم النبیین شفیع المذنبین حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو۔ یا سوانگ یہ ہے۔ کہ کوئی مدعی علم وفضل تو کرسی پر کھڑے ہو کر تالیاں بجائے۔ اور کوئی پہلے تو ایک جگہ سے دوسری اور دوسری سے تیسری جگہ جائے۔ اور عجیب وحشیانہ انداز سے چلائے۔ اور دیوانہ وار نعرہ لگائے۔ ناظرین باتمکین یوں تو اس سوانگ یا ڈراما کے ایکٹر اور بزرگوار بھی تھے۔ مگر مولوی عبدالوہاب صاحب اور مولوی مرتضےٰ احسن صاحب دربھنگی (مقلد وہابی) اور مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی (غیر مقلد وہابی) اپنا اپنا پارٹ ادا کرنے میں ایک دوسرے پر علے الترتیب فوقیت لے گئے۔ اول الذکر بزرگوں کا تو خیر فوٹو گرافر ہوتا۔ تو فوٹو لیا جانا بھی ممکن تھا لیکن آخر الذکر کا موشن تو اس غضب کا موشن تھا۔ کہ نہ تو کسی واقعہ نگار کا قلم اسے قید تحریر میں لاسکتا ہے۔ اور نہ کوئی متحرک اشیا کی تصویر اتارنے والا عمدہ سے عمدہ آلہ اس کا نقشہ اتار کر دکھلا سکتا ہے ؎

مخلوق کی تھی شرم نہ کچھ خوف خدا کا<br>یہ حال تھا اس دشمن ارباب وفا کا<br>چیخیں تھی قیامت کی اچھلنا تھا بلا کا<br>تھا کچھ بھی لحاظ اس کو نہ بے جا و جا کا

الغرض جب ان ارباب عمائم کی عالی حوصلگی واولالعزمی اس حد تک پہنچ چکی تھے۔ تو پھر عوام تو عوام ہی ہیں۔ وہ بھلا کیونکر صبر کرسکتے تھے آخر چودھویں صدی کے علماء وفضلاء کے نعروں اور تالیوں کے ساتھ عوام کی شور وغل اور پھر ہزاروں تالیوں کی مشترکہ آواز نے وہ طوفان بے تمیزی برپا کردیا۔ کہ خدا کی پناہ۔ چند منٹ تک تو یہ پتہ ہی نہ چلا۔ کہ حضرات ارباب الجبہ اپنے شاگردوں کو صدرہ پڑھا رہے ہیں۔ یا شمس بازغہ ادھر تو یہ سوانگ ہو رہا تھا۔ ادر ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے عاجز اور مسکین بندوں کو ایک عجیب طریقے سے نوازا۔ اور جس کا وہم وگمان بھی اس وقت نہ تھا۔ وہ کرشمہ قدرت دکھایا۔ یعنی چند آدمی جلسہ سے اٹھکر جلد جلد اسی میز کیطرف جس کے گرد ہمارے علماء رونق افروز تھے بڑھتے نظر آئے ایسے خطرناک موقعہ پر یکایک چند آدمیوں کا اس طرح بڑھنا خطرہ سے خالی کیونکر خیال کیا جاسکتا تھا چنانچہ یہی خدشہ تھا جس کے گذرنے پر ہمارے پیارے اور محترم بھائی جناب حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری اپنی کرسی سے اُٹھے۔ اور انہوں نے اس شخص کو جو حضرت امیر وفد مولانا سید سرور شاہ صاحب دامت برکاتہ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ پکڑ کر اپنی جانب کھینچ لیا۔ لیکن ان کا بیان ہے کہ میرے ہاتھ ڈھیلے ہو گئے۔ اور میری روح بے اختیار سجدے میں گر گئی جسوقت میں نے اسی نیک بندے کو یہ کہتے سنا کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر خربت خیبر۔ جناب حافظ صاحب موصوف ... تو جیسا بیان



کیا گیا ایک کے روکنے میں مصروف رہے۔ اور اسی جانب سے دو شخص اور میز پر چڑھ گئے۔ لیکن یہ معلوم ہونے پر کہ یہ بھی بیعت کرنیکا اعلان کرنا چاہتے ہیں۔ اطمینان ہو گیا۔ اور جناب حافظ صاحب موصوف نے ان سب کو یہ کہکر کہ بغیر اجازت امیر وفد حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب مدظلہ کوئی کارروائی نہیں ہوسکتی اعلان کرنے سے روک کر بٹھالیا۔ اور حضرت امیر سے عرض کی گئی۔ تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ یہ کارروائی فی الجملہ نمود کا رنگ رکھتی ہے اس لیئے مناسب نہیں اب وہ طوفان بے تمیزی ختم ہو کر شور وغل میں کمی ہو چکی تھی۔ اور حضرات علمائے صدی چہارم کیطرف سے کسی نئے یا کم سے کم یہ کہ گذرے ہوئے تماشے کیطرح کسی تماشہ کے ظہور میں آنے کی امید نہ تھی۔ اس لیئے ہمارا بیٹھنا بے کار تھا۔ چنانچہ لائق اور مستعد انسپکٹر اور سب انسپکٹر صاحبان نے مجمع میں سے لوگوں کو ہٹا کر ہمارے لیئے راستہ بنایا۔ اور ہمارے امیر وفد جلسے سے اٹھکر اپنے خدام کے حلقہ میں جائے قیام پر جو مقام جلسہ کے متصل ہی واقعہ ہے۔ تشریف لے آئے۔ اور ان سب لوگوں نے جو جلسہ میں بیعت کرنی چاہتے تھے۔ شرف بیعت حاصل کیا۔ فالحمدللہ علی ذالک بیعت لینے کے بعد حضرت امیر وفد نے علے العموم موجودہ جماعت احمدیہ اور بالخصوص نئے مبائعین کو نصیحت فرماتے ہوئے۔ عجیب پُر معارف وحقایق تقریر فرمائی۔ پھر آپ کے ارشاد سے واقف علوم معقولی ومنقولی حضرت مولانا حافظ روشن علی صاحب دام فیضہ نے

معارف وحقائق

کے دریا بہادیئے۔ اب حضرات علمائے خلف کا وہ جلسہ جسمین وہ ہمارے خلاف زہر اُگل رہے تھے ختم ہوا۔ اور سینکڑوں کی تعداد میں لوگ ہمارے کمرے کے سامنے جمع ہوگئے۔ پولیس نے بعض کو مفسد پاکر اپنا فرض منصبی ادا کرنا شروع کردیا۔ اور ہنٹر کے ذریعے تمام مفسدوں کو دور ہانک دیا۔ پھر ایک پولیس افسر نے ہم سے کہا کہ آپ اپنے سلسلہ کے لوگوں کو اپنے کمرے کے اندر آنے کا حکم دیں۔ تاہم اوروں کو یہاں سے نکال دیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور اغیار کو پولیس نے منتشر کردیا۔ اب دوپہر ڈھلنے کے قریب تھی۔ کھانا کھاکر ہملوگ نماز میں مصروف ہوگئے مباحثہ تو بند ہوگیا تھا۔ لیکن حضرات علمائے خلف نے ہمارے خلاف اب تک جو زہر اگلا تھا۔ اسے کافی نہ سمجھکر اپنے سغویانہ جلسوں کو برابر جاری رکھا۔ اور جھوٹے الزام لگا لگاکر جہاں تک ان سے ہوسکا مخلوق کو ہمارے خلاف برانگیختہ کیا۔ اور مخلوق کو ہم لوگون سے ملنے جلنے اور خرید و فروخت اور سلام کلام کرنے حتی کہ بہشتیوں کو پانی دینے کی بھی ممانعت کردی اس لیئے ضروری معلوم ہوا۔ کہ ہماری طرف سے جلسے ہون۔ اور ان غلط الزاموں کے رفع کرنے کی کوشش کی جائے چنانچہ ہم نے یہ اشتہار دیکر کہ . . . مولوی صاحبان نے جو طرح طرح کے بے سرو پا الزامات ہملوگوں کو لگائے ہیں ان کی حقیقت کھولنے کے لیئے مولوی ماسٹر محبوب صاحب احمدی کے مکان واقعہ پورب سرائے میں جلسہ ہوگا۔ جن حضرات کو شک رفع کرنے کا شوق ہو۔ وہ تشریف لائیں۔ موقعہ



مذکور میں جلسہ کیا۔ اور حضرت علامہ حافظ روشن علی صاحب احمدی اور حضرت مولانا مولوی غلام رسول صاحب احمدی نے اپنے حقایق عالیہ و معارف و نکات لطیفہ سے سامعین کو محو حیرت بنا دیا۔ اور شیر اسلام مولانا قاسم علی صاحب دہلوی ایڈیٹر احمدی و الحق اور حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری نے علمائے خلف کی حالت اور انکی چالبازیوں کی حقیقت خوب کھول کھول کر بیان فرمائی۔ اور مخالفین کے اتہامون اور بیہودہ الزاموں کا قلع قمع کرنے کے ساتھ ہی ان کے جامہ صداقت و دیانت کی بخیہ بھی نہایت صفائی سے ادھیڑ کر رکھدی۔ اور مخالفین نے جو حضرت عیسے اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی توہین کے جھوٹے الزام حضرت اقدس مسیح موعود پر لگائے تھے۔ خصوصیت کے ساتھ ان کی اصلی کیفیت ظاہر کرکے جن فقرات کی بنیاد پر وہ الزام لگائے گئے تھے۔ ان سے بہت زیادہ سخت فقرات الزام لگانے والون کے مسلمہ پیرون اور بزرگون کی کتابوں سے نکال کر دکھائے پھر دونوں کا مقابلہ کرکے ثابت کردیا۔ کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ؑ پر جو الزام توہین وغیرہ کے لگائے گئے ہیں۔ جو ادہر ادہر کی عبارت چھوڑکر بیچ سے کاٹ کر بیہودیانہ انداز سے لگائے گئے ہیں۔ اور انکی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی مردود یہ دعوے کردے کہ قرآن شریف

اس نام کا ایک بڑا لطیف رسالہ سید قاسم علی صاحب کی تصنیف ہے جو دفتر اخبار الحق دہلی سے بقیمت ۵ علاوہ محصول ڈاک ملتا ہے۔

سے مسیح کا خدا ہونا ثابت ہے۔ اور ثبوت میں آیت کا یہ ٹکڑا ان اللہ هو المسیح ابن مریم پیش کر دے۔ یا یہ دعوے کرے کہ قرآن شریف میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔ اور آیت شریف کا یہ حصہ کہ لاتقربو الصلوٰۃ نکال کر دکھا دے۔ لیکن ہم جو اپنے مخالفوں اور بزرگوں کی کتابوں سے عبارت پیش کر رہے ہیں۔ وہ اصلا اس طریقے سے پیش نہیں کرتے۔ بلکہ پوری پوری پیش کرتے ہیں۔ جو چاہے دیکھ سکتا ہے اور پھر یہ عبارتیں ایسی ہی نہیں جو آج پیش کی جاتی ہوں۔ بلکہ یہ وہ عبارتیں ہیں جنکی بنیاد پر ہمارے مخالفین بلکہ ان کے بزرگون اور پیروں تک پر نہ ایک بار بلکہ بار بار اور نہ صرف ہندوستان بلکہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ تک سے کفر کے فتوے آچکے ہیں۔ اور نجدی ہوں یا کوفی۔ دہلوی ہوں۔ یا سوہجگڈہی۔ نانوتوی ہوں یا گنگوہی۔ دیوبندی یا ان کی ذریات تھانی اور دربھنگی وغیرہ وغیرہ کوئی بھی ایسا نہیں بتایا جاسکتا جسپر کفر کا فتوے نہ ہو چکا ہو۔ اگر کسیکو اس کے خلاف کوئی دعوے ہو۔ تو جس کا نام لیا جائے انہیں کتابوں میں سے جو یہ (میز پر چنی ہوئی) موجود ہیں۔ کفر کا فتوے دکھایا جاسکتا ہے۔

الغرض جب تک حضرات علمائے خلف مونگیر مین جلسہ کرتے رہے ہماری طرف سے بھی جلسے ہوتے رہے۔ اور اس کی وجہ علاوہ وجہ مذکورہ بالا یہ تھی۔ کہ اگرچہ ان لوگون کی نیتون کا حال بخوبی معلوم ہو چکا تھا لیکن چونکہ اختتام جلسہ پر جناب سرپنچ صاحب نے بھی یہی رائے دی تھی۔ کہ اس



جلسہ کو تو ہم بند کرتے ہیں لیکن اگر فریقین چاہیں تو ان کے علمائ از سر نو شرائط طے کر کے مباحثہ کر سکتے ہیں۔ اور جناب مولوی عبدالوہاب صاحب اور ان کے ہواخواہوں نے یہی ظاہر کیا تہا۔ اس لیئے ہم نے تحریک کی اور کہا کہ ہم موجود ہیں شرائط طے کرنے کے لیئے وقت مقرر کیجے۔ مگر ادہر سے کوئی جواب نہ ملا۔ اور ملا تو یہ ملا۔ کہ مباحثہ بھاگلپور میں ہوگا۔ ادہر سے کوشش کی گئی۔ کہ جب فریقین یہین موجود ہیں۔ تو بھاگلپور کی کیا قید لیکن کچھہ شنوائی نہ ہوئی۔ آخر معلوم ہوا کہ علمائے خلف مڑ کر بھاگلپور روانہ ہو گئے ہیں۔ ہمارے علماء نے بھی حضرت امیر المومنین و خلیفۃ المسیح سے بذریعہ تار اجازت لینے کے بعد ان کا تعاقب کیا۔ بھاگلپور مین جو کچھہ گذری اور علمائے خلف نے جس جس چالبازیوں اور مغالطہ سازیون سے کام لیا۔ اور ناواقف مخلوق کو جس جس طرح فریب پر فریب دیا۔ اس کی کیفیت علیحدہ رسالہ ہذا کے حصہ دوم میں درج ہے۔ مجھے مونگیر کی کیفیت ظاہر کرنی تھی جو میں نے ظاہر کی ہیں مباحثہ کی کیفیت پر ایک مختصر سا ریویو کر کے یہ مضمون ختم کرتا ہون۔ مباحثہ میں جو کرتوت علمائے خلف سے ظہور میں آئی ہیں۔ وہ اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ ایسا کیوں کیا گیا۔ کیا مولوی عبدالوہاب صاحب نے ہمارے حضرت مولانا مولوی غلام رسول صاحب کے مقابل عربی کی کوئی سطر لکھدی تھی۔ اگر یہ نہیں۔ تو پھر کیا حضرت عیسے علیہ السلام کی حیات کا کوئی ثبوت پیش کر دیا تھا۔ اگر یہ بھی نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ تو پھر کیا حضرت اقدس

مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے مسیحیت کی تردید میں کوئی ٹوٹی پھوٹی دلیل پیش کر دی تھی۔ اور اگر یہ بھی نہیں۔ اور واقعی نہیں۔ تو پھر کیا سرپنچ صاحب نے یہ رائے ظاہر کر دی تھی۔ کہ احمدی مباحثہ سے بھاگ گئے جاؤ تمہاری فتح ہے۔ خوشیاں مناؤ۔ معہ جبون اور عماموں کے اچھلو کودو۔ قلانچیں لگاؤ۔ اور بنچوں اور کرسیوں پر چڑھ چڑھ کے نعرے مارو۔ اور آسمان سر پر اٹھاؤ۔ اگر یہ بھی نہیں۔ تو پھر کیا کوئی احمدی اپنے عقیدے سے پھر گیا۔ آخر کیا ہوا۔ اور کس وجہ سے یہ ہڑبونگ مچایا گیا۔ ناظرین اس کا جواب باصواب یہ علمائے خلف تو کیا دیں گے ہم ہی آپ کو سناتے ہیں۔ سنیئے۔

جب ان حضرات نے دیکھا۔ کہ حریف تو اپنا کام کر چکا۔ اب ہماری باری آئی۔ بس ان کے دل دہل گئے۔ ہوش اڑ گئے۔ اور یہ اچھی طرح سمجھ گئے۔ کہ اگرچہ میز کے ارد گرد ہم نے اسٹیل کبسوں کا گھروندا تیار کیا ہے۔ تاہم حریف تاک میں ہے۔ وہ ضرور تاڑ جائے گا۔ اور اس گھروندے کو اٹھوا کر یک لخت میز کے نیچے پھکوائے گا۔ اور جسطرح اس نے خود سامنے بیٹھکر پرچہ لکھا ہے۔ اسیطرح ہم سے بھی لکھوائے گا۔ تو پھر ہمارا کلیجہ تھرائے گا۔ دل گھبرائے گا۔ سر چکرائے گا۔ اور ہماری عقل کا میاں مٹھو یہ شعر پڑھتا ہوا ؎ گرچہ فخر سر بہاری ہوں۔ پر غلام غلام باری ہوں۔ فراٹا بھر کر پرواز کر جائے گا۔ پھر بجز ندامت و شرمساری اور کچھ بھی ہاتھ نہ آئیگا اس لئے یہ حق پوش و ناحق کوش اڑ گئے۔ اور کسیطرح ہمارے عربی پرچہ



کا مطلب پبلک کے سامنے بیان کر دیا جائے۔ پر رضامند نہ ہوئے کھلی اور بہت کھلی بات ہے۔ کہ اگر ان کے نزدیک ہم غلطی پر اور ہمارے دلائل کمزور تھے۔ تو یہ کیوں ہمارے پرچہ کا مطلب سنا دیئے جانے کی تاب نہ لائے۔ کیوں پریشان ہوئے۔ کیوں گھبرائے۔ اے منصف مزاج ناظرین یہ سوچنے کا مقام اور انصاف کرنے کا موقعہ ہے۔ اول تو شرائط میں ترجمہ کے ساتھ لفظ مفہوم موجود ہے لیکن اگر نہ بھی ہوتا۔ تو ان کا کیا نقصان تھا۔ یہ ہمکو مطلب سنانے کا موقعہ دیدیتے۔ آخر ان کو بھی تو یہی حق حاصل تھا۔ وہ بھی اپنے وقت پر اپنے پرچہ کا مطلب بیان کرتے لیکن ایسی حالت میں کہ ہم عربی پرچہ[۱] لکھ چکے ہیں۔ اور انہوں نے ایک سطر بھی نہیں لکھی۔ ہم مطلب سنانا چاہتے ہیں۔ اور یہ مباحثہ بند ہو جانا تو گوارا کر لیتے ہیں لیکن مطلب سنائے جانے کی تاب نہیں لاتے۔ ہم میں سے بفضلہ تعالےٰ ایک شخص بھی ان میں نہیں جاتا۔ لیکن ان میں کے آٹھ شخص جو طالب حق تھے ان کا یہ سوانگ اور دھینگا دھینگی دیکھکر ہمارے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔ با ایں ہمہ یہ خود فتحیاب بنتے۔ اور ہمکو شکست خوردہ بتاتے ہیں۔ اور اپنی کرتوت پر ایک نہایت تاریک پردہ ڈالنے کے لئے اچھلتے کودتے تالیاں بجاتے ہیں ؎ افسوس کہ عالمان این دہر

۱؎ یہ عربی پرچہ بلفظہا بلا کسی قسم کے تبدل و تغیر یا کمی بیشی کے اس رسالہ میں معہ ترجمہ و مفہوم نقل کر دیا گیا ہے۔ اصل پرچہ سرپنچ صاحب کا دستخطی ہمارے پاس موجود ہے۔ جو صاحب چاہیں دیکھ سکتے ہیں۔ ۱۲۔ خلیل احمد

کروندشعار خود وغارا کیا جناب فضیلت مآب مولانا مولوی عبد الوہاب صاحب کا یہی فرض تھا۔ کہ وہ مباحثہ کے لیئے سینکڑون روپے جمع کرین۔ اور ہزارون آدمیون کو مباحثہ دیکھنے کے لیئے بلائیں۔ لیکن جب حریف میدان مباحثہ مین ان کے سامنے بیٹھکر عربی پرچہ لکھدے تو آپ عربی میں اس کا جواب دینے سے جان بچانے کیلئے بات بات میں الجھین۔ اور طرح طرح کے رنگ لائیں یہان تک کہ پبلک مین اس پرچہ کا مطلب پڑھ دیا جانا بھی گوارا نفرمائین۔ اوراسطرح اس کے عربی پرچہ کا عربی میں جواب دینے سے جان چھڑائیں۔ برادران وطن مولوی صاحب توخیر مولوی صاحب ہیں۔ وہ توجو چاہین کہیں۔ اورجیسی چاہین باتین بنائین۔ لیکن واقعات کو کہان لے جائیں گے واقعات تو ایسی چیز نہیں۔ کہ کسیکے مٹائے مٹین۔ یا چھپائے چھپ جائین۔ پس بار بار یہی کہنے کوجی چاہتا ہے۔ اوریہی مضمون قلم زبان اور زبان قلم پر آتا ہے۔ کہ آپ لوگ خدا کے لیئے سوچین۔ اور للہ غور فرماوین۔ کہ آخر مولوی صاحب نے یہ کیا کیا۔ اورہمکو اپنے عربی پرچہ کا مطلب کس وجہ سے نہ سنانے دیا۔ مقتضائے وقت تو یہ تھا۔ کہ اگر شرط میں ترجمہ کے ساتھ لفظ مفہوم نہ بھی ہوتا۔ اورہم لوگ سنانے پر زور دیتے۔ تو بھی مولوی صاحب بخوشی منظور کرلیتے جبکہ مولوی صاحب کے پاس (جیسا کہ ان کا دعوے ہے۔) قرآن و حدیث سے سینکڑوں دلائل موجود تھے۔ تو پھر مطلب سنائے جانے



سے ان کا کیا نقصان تھا مطلب سنا دیئے جانے کے بعد وہی دلائل پیش کر دیتے۔ لیکن شرط میں ترجمہ کے ساتھ مفہوم کا لفظ نہیں فرماتے مولوی صاحب کے پاس حیات کے دلائل تو (بقول ان کے) بیحد وبے شمار (اور وہ بھی قرآن شریف سے) موجود ہین لیکن وہ اپنے ہمخیالوں کو سناتے اور سنواتے ہیں۔ ہمارے سامنے کسی دلیل حیات مسیح کا زبان پر لانا تو کیا معنی۔ اس کے ذکر سے بھی گھبراتے اور بتاتے ہیں۔ حتےٰ کہ جب تک مباحثہ جاری رہے۔ وفات مسیح کا قائل رہنا

لے مسئلہ وفات مسیح ایک ایسا ثابت شدہ مسئلہ ہے۔ کہ صرف مولوی عبد الوہاب ہی پر موقوف نہیں۔ جن مولوی صاحب کو دیکھو اس سے گھبراتے ہیں لیکن اب کریں تو کیا کرین۔ اگر کھلے لفظوں میں اس پر بحث کرنے سے انکار فرماتے ہیں۔ تو پھندے سے نکلے جاتے ہیں۔ اور اگر بحث کرتے ہیں۔ تو حیات مسیح کی کوئی معقول دلیل نہیں پاتے۔ پس وہ اس کشمکش سے بچنے کے لیئے مسئلہ وفات مسیح کو حضرت اقدس مرزا صاحب کے دعوے مسیحیت سے بالکل بے تعلق بتاتے اور ایک مغالطے کے قایم رکھنے کے لیئے دوسرا مغالطہ عمل میں لاتے ہیں۔ حالانکہ مسئلہ وفات مسیح حضرت اقدس مرزا صاحب دعوے مسیحیت کا بے تعلق ہونا تو کیا معنی آپ کے دعوے کی بنیاد اسی مسئلہ پر ہے۔ اس لیئے کہ اگر حیات مسیح ثابت ہو جائے۔ تو آپ کے دعوے کی طرف توجہ کرنے کی بھی حاجت نہیں رہتی چہ جائے کہ اس پر بحث کی ضرورت لیکن چونکہ حضرات علمائے خلف کے پاس حیات مسیح کی کوئی دلیل نہیں۔ اور حیات مسیح ثابت نہ ہوسکنے کی حالت میں مخلوق کے لیئے حضرت اقدس مرزا صاحب کے دعوے کی......

✲ اول تو حضرت اقدس مرزا صاحب کے دعوے ہی سے اسطرح غلط پیرایہ میں سننے کی سبب گھبراتے ہیں۔ اور اس پر یہ حضرات علمائے خلف ان کو طرح طرح کے گندے اور غلیظ الزام سناتے ہیں۔ بس وہ بالکل ہی الجھ جاتے ہیں اور تحقیق حق کا بالکل ہی حصہ نہیں پاتے یہی وجہ ہے کہ مولوی عبد الوہاب نے بحث جاری رہنے کے وقت تک قائل وفات مسیح ہونے کا تحریری اقرار تو ہم لوگوں کو دیدیا۔ لیکن اس مسئلہ میں پبلک کے سامنے مباحثہ کرنا کسیطرح گوارا نہیں کیا۔

بطرف توجہ کرنے کی ایک راہ نکلتی ہے۔ اور حق طلب و منصف مزاج لوگوں کو تحقیق حق کی طرف مائل ہونے کا ایک خاص موقعہ ملتا ہے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ آپ کا دعوے سمجھ لینے کے واسطے بھی بہت آسانی پیدا ہوجاتی ہے۔ اقدس ان حضرات کا سراسر نقصان تھا۔ اسلیئے یہ علمائے خلف اس سیدھے راستے پر نہیں آئے۔ بلکہ اس مسئلہ کو حضرت اقدس کے دعوے سے بے تعلق ٹھہراکر اور جس طرح بھی ممکن ہو۔ اس سے اپنا پیچھا چھڑا کر (جیسا اعتراض یہودی حضرت مسیح اور کلیسائی و آریہ آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات پر کیا کرتے ہیں۔ ویسے ہی اعتراضونکی یہ حضرت اقدس کی ذات مبارک پر بھرمار لگاتے ہیں۔ اور اسیطرح عوام کو سیدھی راہ سے ہٹاکر منزل مقصود سے بہت دور پہنچاتے ہیں۔ ا۔ چونکہ عوام ✲

بخوشی منظور فرماتے ہیں۔ مگر حیات مسیح کا ثبوت پیش کرنے کی طرف
کسیطرح نہیں آتے۔ مولوی صاحب اپنی عربی دانی کا شور مچاتے تھے
لیکن جب جناب ابوالفتح مولانا مولوی عبدالقادر صاحب مولوی فاضل
بی۔ اے سے مقابلہ کرنے کے لیئے بذریعہ اشتہار اتمام حجت بلائے
جاتے ہیں۔ تو ایسا غش کھاتے ہیں۔ کہ دو برس سے زیادہ عرصہ گذرنے
پر بھی ہوش میں نہیں آتے۔ اور جب بمشکل ہوشیار ہوتے ہیں۔ اور اتنی
مدت کی خفت مٹانے کے لیئے عربی میں مقابلہ کا نام زبان پر لے آتے
ہیں۔ تو پھر حریف سے پرچہ پہلے لکھواتے ہیں۔ اور جب وہ لکھ دیتا ہے
تو طرح طرح کے حیلے اور قسم قسم کے بہانے درمیان لاکر صاف پہلو بچا جاتے
ہیں۔ اور عربی میں کوئی سطر لکھنا تو درکنار اسی خوف سے حریف
کے عربی پرچہ کا مطلب بیان کیا جانا بھی گوارا نہیں فرماتے لیکن جب اسی سبب
سے سرپنچ صاحب مباحثہ بند کر دیتے ہیں۔ تو آپ اور آپکے ہوا خواہ تالیاں بجاتے اور
نعرے لگاتے ہیں۔ پھر جب ان حرکتوں کے بعد بھی آٹھ آدمیوں کے ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے
کی خبر پاتے ہیں۔ تو غیظ و غضب میں جامے سے باہر ہو جاتے ہیں اور حضرت اقدس علیہ الرحمۃ والغفران
پر انکار ختم نبوت اور توہین ائمہ و انبیاء کے جھوٹے الزام لگا لگا کر عوام کو ہم لوگوں کے ساتھ نہ صرف خرید و فروخت اور سلام و
کلام کی ممانعت فرماتے ہیں بلکہ بہشتیوں کو پانی نہ دینے کا یزیدی حکم بھی سناتے ہیں۔ اور اسطرح آپ اپنے کو خدا
کا گنہگار بنانے کے علاوہ گورنمنٹ عظمےٰ کا بھی خطا وار ٹھہراتے ہیں حالانکہ آپ مدرسۃ العالیہ کلکتہ سے تنخواہ بھی پاتے ہیں اب ہم
یہ تمام مواد سامنے رکھنے کے بعد اپنے عربی پرچہ کو بھی مع ترجمہ و مفہوم کے درج کر کے تمام منصف مزاج اور حق پسند
لوگوں کو انصاف کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ الراقم خاکسار حکیم خلیل احمد مونگیری

---

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و آلہٖ مع التسلیم

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

# مباحثۂ مونگیر

سال ۱۹۱۱ء

ناظرین

پر واضح ہو کہ وفات مسیح علی نبینا و علیہ السلام اس لیئے زیادہ اہم ہے۔ کہ مسیح موعود جو کہ اسی امت میں سے،

۷۸۶

اما بعد ایھا الاخوان رحمکم اللہ ربنا الرحمن ان دعوی سیدنا احمد القادیانی صلوٰۃ اللہ علیہ فی ھذہ الدنیا والبعث۔

ضروری تصحیح [illegible]

ومنھا وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد الخ فان کان المسیح قبل نبینا فثبت ھو ایضاً قد مات و عاش کمن عاش قبل نبینا بغیر الخلد

## ترجمہ

اور ایسا ہی آیتہ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد الخ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی شخص زندہ نہیں رہا جس سے ثابت ہوگیا۔ کہ حضرت مسیح جو جناب رسول کریم سے پہلے تھے وہ بھی فوت ہوگئے

... ... ... ... ... ... ...

... ... ... ... ... ...سے

... ... ...

فلما ثبت ان وفات المسیح قد وقعت کما ارینا من ایات القرآن فالآن نبین صدق دعویٰ مسیحنا الموعود من القرآن

کہیں تو ان کا کیا قصور۔ پس سوچکر بتاؤ۔ کہ افضل الانبیا مسیح ابن مریم ہوا۔ یا حضرت محمد صلعم۔ پس اس لیئے بھی وفات مسیح کا مسئلہ بیان کیا جاتا ہے۔ تاکہ اسلام کی زندگی اس سے ہو

ایک بات کتنے اندھیر کی ہے۔ کہ لفظ **توفی** کے دیگر تمام مقامات پر تو قبض روح کے معنے لیئے جائیں۔ مگر مسیح کے لیئے آسمان پر مع جسم اٹھا لینے کے معنی ہیں۔ ہم اس امر کو تحدی کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ توفی کے معنی سوائے قبض روح کے جب کہ اللہ فاعل ہو۔ اور ذی روح اس کا مفعول ہو۔ یا انسان بحالت مبنی للمفعول ہونے کے نائب فاعل ہو اور کچھ نہیں ہوتے اگر کوئی شخص ثابت کردے۔ محاورات قرآنی سے



کان بعد وفاتی فالآن نری ان ھذہ الضلالۃ موجودۃ فیھم فلا یخفی ان وجودھا یثبت وفات المسیح وان سلم انہ حی الی الآن یثبت منھا ان النصاریٰ ما ضلوا ایضاً والمشاھدۃ علی خلافھا۔

## ترجمہ

بعد حمد و ثنا واضح ہو کہ ہمارے حضرت مرزا **غلام احمد** صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعوے اس وقت تک صحیح و ثابت نہیں ہو سکتا جب تک کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے رسول تھے۔ ان کی وفات کا ثبوت نہ دیا جائے پس اس لیئے پہلے ہم ان کی وفات کا ذکر کرتے ہیں۔ اور آپ لوگوں کو ان کی موت سے مطلع کرتے ہیں

کی وفات ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت ہے اور اسلام کی حیات ہے۔ عزت تو اس طرح پر ہے۔ کہ مسلمان یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم جامع جمیع کمالات ہیں۔ اور تمام انبیاء سے افضل ہیں افضلیت آپ کی اس طرح پر کبھی ثابت نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ مسیح علیہ السلام کو وفات شدہ تسلیم نہ کیا جائے۔ کیونکہ زندہ نبی بہتر ہے۔ یا فوت شدہ۔ اور وہ جو آسمان پر ہے۔ یا جو زمین کے اندر مدفون ہے۔ پھر وہ جو دنیا میں دو دفعہ اصلاح کرنے کے لیئے آتا ہے۔ اور دنیا اس سے دو دفعہ اصلاح پاتی ہے۔ یا وہ جو ایک دفعہ آیا۔ اور ایک دفعہ تھوڑی سی اصلاح کر کے چلا گیا....

پہلے اس سے کہ ہم حضرت مسیح موعود
کے صدق دعوے اور آپ کے نشانات
..... کے متعلق کچھ بیان کریں چونکہ
قرآن مجید جھگڑوں کے فیصلہ اور
امور متنازعہ فیہا کے لیئے ایسا،
حکم ہے۔ کہ جس کے حکم ہونے میں
کوئی شک نہین..... اس لیئے اب ہم
مسیح کی وفات کو قرآن شریف سے دکھاتے
ہیں۔ سو آپ لوگون کو معلوم ہو کہ مسیح کی وفات
آیات متعددہ سے ثابت ہے جن میں سے ایک آیت فلما توفیتنی الخ ہے
اور یہ مسیح کا قول ہے۔ جس کے اس جواب کے متعلق
جو خدائے تعالے کے حضور میں بطور
سوال و جواب کے ہوگا۔ پس انہوں نے
اپنے جواب میں کہا۔ کہ نصاریٰ کے
کا گمراہ ہونا اور اس تثلیث کا نکالنا
بدعت کے رنگ میں یہ میری وفات
کے بعد ہوا۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ
تثلیث موجود ہے لہذا وہ وفات شدہ
ہوئے۔ اور اگر یہ مان لیا جائے کہ مسیح

کیونکہ رسول صلعم کی وقت میں تو
سارا عرب بھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔
لیکن مسیح کی آمد ثانی میں تمام دنیا
مسلمان ہو جائے گی۔ پھر یہ کہ یہ
ایسی خصوصیتیں ہیں۔ کہ علاوہ ہمارے
نبی کریمؐ کے اور نبی میں بھی تو نہیں
پائی جاتیں۔ حیات اسلام مسیح اسرائیلی
کی وفات سے اس طرح پر ہوتی ہے
کہ مسیح اسرائیلی کو زندہ ماننے سے
مذہب عیسائی کی پورے درجہ کی
مدد ہوتی ہے۔ قابل غور امر ہے کہ
جس میں یہ یہ صفات پائی جاتی
ہوں۔ کہ پرندوں کا پیدا کرنے والا
مادرزاد اندھوں کو آنکھیں بخشنے والا
کوڑھیوں کو تندرست کرنے والا اور
صدہا سالوں کے مردوں کو قبروں
سے زندہ کر کے نکالنے والا اور
ایسی زندگی کے ساتھ رہنے والا
جس میں کسی قسم کا تغیر نہیں۔ اور





اب تک زندہ ہے۔ تو اس سے ثابت
ہوا۔ کہ نصاریٰ اب تک گمراہ نہیں ہوئے
حالانکہ مشاہدہ اسکے خلاف ہے

ثم منھا وما محمد الا رسول
قد خلت من قبلہ الرسل فثبت
منھا ان الرسل الذین کانوا
من قبل نبینا محمد صلعم
خلوا بالموت او القتل
کما جاء فی القرآن فان کان
المسیح قبل نبینا فخلا ایضاً
کما خلوا!

### ترجمہ

پھر ایسا ہی آیت وما محمد الا رسول الخ
ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ آنحضرت
سے جسقدر رسول قبل گذرے ہیں
قتل اور موت کے ذریعہ فوت
ہو گئے جیسا کہ قرآن شریف سے ثابت
ہوا پس اگر مسیح نبی کریمؐ سے پہلے
ہیں۔ تو وہ بھی گذر گئے۔

عالم الغیب وہ خدا یا خدا کا بیٹا نہیں
ہے تو اور کیسا ہے۔ کیونکہ خالق
ہونا۔ اور مردوں کا زندہ کرنا عالم
الغیب ہونا غیر متغیر زندگی کو حاصل
کرنا۔ یہ سب صفات ذات باری
تعالے کے ہیں۔ اور کسی نبی میں
انہیں سے کوئی بھی صفات نہیں
پائے جاتے۔ ان سب صفات
کو مسیح میں ماننا اور ولد اللہ کہنے
سے جیسا لفظی فرق ہے۔
نہ کہ حقیقی۔ ہمارے نبی کریمؐ نے
تو ایک چیونٹی بھی پیدا نہیں کی اور
ایک مکس بھی زندہ نہیں کی۔ اور
آپ کے صحابہ میں کئی اندھے تھے
جنکو اچھا نہیں کیا۔ اپنے پیارے
بیٹے کے فوت ہونے پر غم تو کیا
لیکن اسے زندہ نہ کر سکے۔ اور
لا اعلم الغیب فرمایا۔ عیسائی ان
وجوہات سے اگر مسیح کو خدا کا بیٹا

الثانی لا یصح و لا یثبت الا
بعد ثبوت وفات المسیح الذی
کان رسولا و نبیا الی بنی
اسرائیل. فلهذا انذکرا ولا
ذکر وفاته و نطلعکم علی مماته
قبل ان نبین صدق مسیحنا
الموعود بآیاته و لما کان القرآن
لفصل القضا یا حکما یحکم
بین الامور المتنازع فیها و
لیس کمثله فی هذا الامر شیئ
آخر فلهذا انشرع فی ان نبین
وفاته من القرآن و نویها
من الفرقان

فاعلموا ان وفات المسیح
ثابتة بآیات متعدده منها
فلما توفیتنی الخ و هذا قول
المسیح فی جوابه عند حضرة
الکبریاء فقال ان ضلالته
النصارے وابتداع تثلیثهم

ہونے والا ہے۔ اس کے ماننے
کے لیئے ان لوگون کے دل کبھی
تیار نہیں ہیں۔ جنکے دلوں میں
یہ بات راسخ ہے۔ کہ مسیح اسرائیلی
نبی اب تک زندہ ہے۔ اور وہی
امت محمدیہ کے اصلاح کے
لیئے دوبارہ آئینگے۔ یہ امر کسی
طرح پر واضح نہیں ہوسکتا۔ کہ
مرزا غلام احمد صاحب کا دعوی
مسیحیت کسی دلپر بیٹھے جب تک
حیات مسیح اسرائیلی کا پورا پورا ازالہ
نہ کیا جائے۔ خواہ مرزا صاحب
کے دعوے پر ہم ادلہ بے شمار
بھی قائم کردین۔ اور ان کی تردید
سے مخالف عاجز بھی آجائیں۔ پھر
بھی یہ خیال مسیح موعود کے تسلیم
دعوے کے لیئے آمادہ نہیں ہونے
دیتا ٭

ثانیاً یہ ہے۔ کہ مسیح اسرائیلی



والاحادیث. فاعلموا ان
الذین یرسلون من الله
بین لهم القرآن معیار
صدقهم بوجوه شتے

ترجمہ

جب ثابت ہوگیا۔ کہ مسیح علیہ السلام
فوت ہوگئے۔ جیسا کہ ہم نے قرآن
شریف کی آیات سے دکھایا ہے
تو اب ہم حضرت مرزا غلام احمد
صاحب کے صدق دعوے کے
متعلق دلائل قرآن شریف سے پیش
کرتے ہیں۔ آپ کو معلوم رہے۔ کہ
جو لوگ خدائے تعالےٰ کی طرف سے بھیجے
جاتے ہیں۔ قرآن نے انکے معیار
صدق کے لیئے چند ایک معیار بیان
کیئے ہیں۔

منها فقد لبثت فیکم عمراً من
قبله افلا تعقلون ٭

ترجمہ

الفاظ حدیث سے اور اقوال صحابہ
سے۔ دواوین عرب کے شعر سے
غرض کوئی بھی اس کے خلاف
سند لاوے۔ ایک ہزار روپیہ
اُسے انعام دیا جائے گا۔ یا یہہ
دکھلادین۔ کسی آیت قرآنیہ مین
یا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے خواہ وہ ضعیف ہی کیون نہو
یہہ۔ کہ مسیح آسمان پر مع
جسم زندہ اٹھایا گیا ہے۔ علمائے
کرام عوام کو دہوکہ دینا۔ مومن کا
کام نہیں ہے۔ ان ہماری باتوں
کا جواب دیجئے۔ پس ہم اس تحدی
کے بعد جو کہ لفظ توفی کے متعلق
کی گئی ہے۔ دلیل اول وفات
مسیح پر یہ دیتے ہیں۔ کہ مسیح دربار حضرت
احدیت میں اس سوال کے جواب
میں کہ تثلیث لوگوں کو تو نے
سکھائی ہے؟ یہہ کہتے ہیں۔ کہ

ان معیاروں میں سے ایک یہ ہے
کہ وہ اکرکہتے ہیں۔ کہ میری اگلی زندگی
پر غور کرو

ومنها ظهر الفساد فی
البر و البحر

ترجمہ

اور جب وہ آتے ہیں۔ تو وہ تباہی
کا زمانہ ہوتا ہے۔

ومنها یا حسرۃ علی
العباد ما یاتیهم من رسول
الا کانوا به یستهزءون

ترجمہ

اور ان سے استہزا اور ٹھٹھا کیا
جاتا ہے۔

ومنها فان لم یستجیبوا لکم
فاعلموا انما انزل بعلم اللہ

ترجمہ

پھر وہ اپنی جیسی کتاب لانے کیلئے
لوگوں کو چیلنج دیتے ہیں۔

میں ان کو توحید کا وعظ کرتا رہا۔
اور جب تک میں ان میں رہا اور
جب تک میں ان میں رہا ان کا
نگراں رہا۔ پس جب تو نے میری
روح قبض کی تو تو ہی ان کا نگران
ہے۔ مسیح اپنے دو زمانوں کا ذکر
کرتے ہیں۔ ایک اپنے قوم میں
رہنے کا دوسرا بعد توفی اور ان
دونوں کے درمیان حرف ف
آیا ہے۔ جو کہ ترکیب مع التعقیب
پر دلالت کرتا ہے۔ اور جس میں کسی
مہلت کی ہرگز گنجائش نہیں پھر
پھر بھلا کئی ہزار سالوں کا زمانہ جسکی
تعداد غیر معلوم ہے۔ اس کا ذکر
اسمیں کیوں نہیں کیا جاتا۔ اور
اس کو کیوں چھوڑا جاتا ہے۔ جب
قرآن میں اس کا ذکر نہیں۔ تو حرف
ف تعقیب۔ کسطرح تیسرا زمانہ ماننے
کی گنجائش دیتا ہے۔ اور یہ کہ



ومنها کتب اللہ لاغلبن
انا و رسلی وانا لننصر رسلنا
والذین امنوا فی الحیوۃ
الدنیا الخ۔ ... ... ...

ترجمہ

اور آخرکار خدا اور اس کے رسول
غالب آتے ہیں۔ اور نصرت و تائید
الہی دنیا میں ان کے شامل حال رہتی
ہے ... ... ...

ومنها اولم یروا انا ناتی
الارض ننقصها من اطرافها

ترجمہ

اور رفتہ رفتہ اللہ تعالٰے مخالفین
کی تعداد کو کم کرتا جاتا ہے۔ اور زمین
ان کی گھٹتی جاتی ہے۔

ومنها قد خاب من افتری

ترجمہ

اور جو خدا پر افترا کرتا ہے نامراد رہتا
ہے ... ... ... ...

مسیح کی توفی کے بعد قوم میں تثلیث
پرستی شروع ہوئی ہے۔ اگر زندہ
مانا جائے تو قوم کو بحال درستی
ماننا پڑے گا۔ ونعوذ باللہ من
ذالک پھر اس آیت میں کسی
قسم کی تاویل کی گنجایش نہیں اور
نہ کوئی یہاں احتمال قایم ہو سکتا
ہے۔ کیونکہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اوپر اس
آیت کو چسپاں کیا ہے اور اسکی
تفصیل کی ہے۔ جو کہ کتاب التفسیر
صحیح بخاری زیر آیت فلما
توفیتنی بیان کی گئی ہے۔ کہ میں
قیامت کے روز حوض کوثر پر
اپنی امت کو جام لبریز پلاؤنگا
تو بعض ایسے لوگوں کو جو کہ میری
امت میں سے ہیں۔ اور میں ان کو
شناخت کرتا ہوں میرے پاس
سے ہٹایا جائے گا۔ اور پانی پینے

ہوگئی تھی اور دین میں اس قدر
اختلاف ہوگیا کہ جس سے لوگ
کئی گروہ بن گئے۔ ایسا ہی جب
آپ نے دعوے کیا تو آپ سے
اسی طرح ہنسی اور ٹھٹھا کیا گیا۔
جیسا کہ پہلے نبیوں کے ساتھ
کیا گیا اور جب آپ نے لوگوں کے
سامنے اپنی ہدایات کو پیش کیا۔
اور ایسا ہی اپنے دعوے کے صدق
پر کئی کتابیں لکھیں اور کسی نے
آپکے بالمقابل آپ کے جواب میں
ان جیسی کتابیں نہ لکھیں پس ثابت
ہوگیا کہ آپ پر جو کچھ معارف و
حقایق کا سرمایہ نازل ہوا وہ خدا
کے علم سے ہے اور بے مثل عربی
زبان کی کتابیں جو آپ نے لکھیں
وہ واقعی خدائے تعالیٰ کی تائید سے
نہیں اور اسیطرح آپ ہر ایک میدان
میں غالب و منصور رہے جیسا کہ

کریم کا آخری خطبہ بھی یہی ہے
کہ لوگو میں نے سنا ہے کہ تم اپنے
نبی کی وفات سے تلملاتے ہو۔
هل خلد نبي قبلي؟ کہ میرے
پہلے کوئی نبی اپنی طبعی عمر سے زیادہ
رہا تم میری وفات پر گھبراؤ
سے خلد طبعی عمر سے زیادہ عمر پانیکو کہتے
ہیں۔ اور حضرت مسیح کی طبعی عمر
ایک سو بیس برس حدیث شریف
میں تعین پا چکی ہے۔ جس سے
بڑھنا ممکن نہیں۔ اور یہ کہنا۔ کہ
عمر کا گذر شب و روز کیو اسطے
سے ہوتا ہے۔ اور آسمان پر تو
شب و روز نہیں تو اس کا جواب
یہ ہے۔ اول تو آسمان پر جانا ہی
غلط ہے۔ دوسرا وہاں شب و
روز کا ہونا قرآن شریف سے ثابت
ہے۔ ءَأَنتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا
أَمِ السَّمَاءُ ۚ بَنَاهَا رَفَعَ سَمْكَهَا وَ



اللہ کا وعدہ تھا کہ میں اور میرے
رسول ہی غالب ہونگے پورا ہوا
اور آیت وانا لننصر رسلنا کا
وعدہ ظہور میں آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ
نے آپ کے لیئے زمین کے اطراف
کو باعتبار مخالفین کے گھٹانا شروع
کیا اور آپ کے پاس لوگ فوج
فوج ہوکر آئے پس آپ کے دوستوں
کی جماعت بڑھی اور آپ کے
مخالفین کی گنتی کم ہوتی گئی جیسا
کہ فرمایا گیا پھر جب آپ نے دعوے
کیا اور دعوے کے ساتھ آپ
۲۶ برس تک زندہ رہے اور کامیاب
ہوئے اور خائب و خاسر نہوئے
تو ثابت ہوگیا کہ آپ اپنے دعوی
میں سچے تھے اور خدا کی طرف
سے اور اگر مفتری ہوتے۔ تو
ضرور ضرور۔ خاسر ہوتے اور اسی
طرح آپ آیۃ ولو تقول علينا بعض

سَوَّاهَا - وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا
وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا یعنے آسمان
کو ہم نے زیادہ مضبوط اور
بلند بنایا اور اسکی رات کو تاریک
اور دن کو روشن بنایا۔ صاف
ظاہر ہوگیا۔ کہ آسمان کی بھی رات
ہے۔ جو کہ تاریک ہے۔ اور دن
ہے جو روشن ہے۔ یہ کہنا کہ آسمان
محل تغیر نہیں۔ یہ دعوے بالکل
بلا دلیل ہے علاوہ بریں جو حدوث عالم پر تغیر
دلیل ہے وہ سر پیسے باطل ہو جائیگی جہان کو
مخلوق ثابت کرنیکی کوئی دلیل نہیں
رہے گی۔ ور وما جعلناهم
جسداً لا یاکلون الطعام
وما کانو خالدین یعنے (انبیا
کا ہم نے ایسا جسم نہیں بنایا۔
کہ کھانے سے کسیوقت بے
پرواہ ہوں اور عمر طبعی سے زیادہ
عمر پاویں۔) کے بھی خلاف ہے

اليه افواجا فزادت جماعة احبائه و قلت عدة اعدائه كما قيل، ثم لما ادعى وعاش بما ادعاه الى ستة وعشرين سنةً ففاز وما خاب فثبت انه كان صادقا و من عند الله ولو كان مفتريا لكان خائبًا وكذالك انه عصم من وقوع الوعيد اعنى به ولو تقول علينا بعض الاقاويل الخ فثبت انه كان صادقًا ومصدوقًا لا كاذبا مفتريا وان كان متقولا على الله فكيف املى له و نصر كالصادقين المنصورين وكذالك لما اتم حجة الله على اهل الارض ارسل الله عليهم بكفرهم العذاب فى صورة الطاعون والزلازل وغيرها للعقاب فثبت انه كان

صلعم سے قریب تر نبی جو مسیح ہی ہے۔ اگر یہی فوت نہ ہو۔ تو اور کسی کی وفات کیونکر ثابت ہوئی۔ مثلاً اگر تم سے کوئی کہے کہ مونگیر سے مکامہ تک ریل گاڑی کا چلنا بالکل موقوف ہو گیا ہے۔ مگر جمال پور پہنچتے ہی تم دیکھو کہ گاڑی تیار ہے۔ تو کیا پھر تمہیں باور آئے گا۔ کہ اگلے اسٹیشنوں کا بھی وہی حال ہے جو جمال پور سے مکامہ تک کے اسٹیشنوں کا سنایا گیا تھا۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جنگ اُحد میں رسول اللہ صلعم کے شہید ہو جانے کی خبر صحابہ میں شایع کر دی گئی ہے جس سے بہتوں کو مذہب میں تردد ہوا۔ اور بہت لوگوں کو کفر کی طرف لوٹنے کا خیال پیدا ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا۔ کہ اس نبی کی



مرسلا من الله و كان صادقا فى ما ادعاه والا كيف ارسل الله للعذاب الذى ارسله فى القرون الاولى عند بعثة الانبياء والمرسلين۔

## ترجمہ

یہ وہ علامتیں ہیں۔ جو ہمارے مسیح موعود کے لیے ثابت ہیں اور جیسا کہ پہلے نبیوں کے لیے ثابت ہوئیں اور پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ ہمارے مسیح موعود اپنے دعوے سے پہلے ایک پاک حالت پر تھے اور مطہر زندگی بسر کی اور لوگ خود آپ کے قبل دعوے کے صدق و طہارت کے معترف ہیں اور جب آپ نے دعوے فرمایا تو بر اور بحر کی حالت فاسد ہو چکی تھی اور لوگوں کے دل ایسا ہی مردہ تھے اور گناہ کثرت سے زمین پر شائع

شریعت سے اس کی وفات کے بعد تم لوگ کیوں منہ پھیر سکتے ہو۔ اور اس کی شریعت کیونکر باطل ہو سکتی ہے۔ جبکہ پہلے نبی بھی فوت ہو چکے ہیں۔ اور ان کے شرایع انکی اتباع نے ترک نہیں کیئے۔ پس یہ استدلال اسوقت صحیح ہو سکتا ہے کہ جب پہلے انبیا کی وفات کا یہاں بیان ہو۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا آپ کی وفات پر اس آیت کو پڑھنا اس امر کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی وفات کے اوپر صحابہ رض کا اجماع ہو چکا تھا۔ وہ صحابہ جو اپنے نبی کی وفات کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ان کے سامنے حضرت ابو بکر قاعدہ کلیہ کے رنگ میں پیش نہ کرتے تو وہ کیونکر تسلی پاتے اور فاروق رض کے ہاتھ سے شمشیر برہنہ لے لی جاتی اور نبی

ومنھا ولو تقول علینا
بعض الاقاویل الخ

ترجمہ

اور اگر کوئی خدا پر بہتان لگاتا ہے
تو اس کی رگ جان کاٹ ڈالی جاتی
ہے۔

ومنھا۔ وماکنا معذبین
حتٰے نبعث رسولا

ترجمہ

اور جب تک رسول نہیں آتے ہیں
اللہ تعالےٰ عذاب نہیں بھیجتا۔

ھذہ العلامات ثابتۃ فی
مسیحنا کما ثبتت فی الانبیاء
السابقین و المرسلین و لا
یخفٰے ان مسیحنا الموعود قبل
دعواہ کان بحالۃ طاھرۃ و
الناس یعترفون بطھارتہ
و صدقہ و لما ادعٰی کانت
حالۃ البر و البحر فاسدۃ

والون سے دور ہٹایا جائے گا۔
ان کی یہ حالت دیکھکر میں کہونگا
کہ یہ میرے صحابہ ہیں۔ میرے صحابہ
ہیں۔ ملائکہ کہینگے۔ کہ تو نہیں جانتا
کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا
اس کے بعد رسول اللہ صلعم فرماتے
ہیں فاقول کما قال العبد الصالح
فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم
یعنے میں کہوں گا جسطرح نیک
بندے مسیح نے کہا۔ کہ جب تو نے
مجھے وفات دیدی۔ تو تو ہی ان کا
نگہبان تھا۔ یہاں پر رسول صلعم
اس بات کو ظاہر فرماتے ہیں +
کہ جب میری امت کے لوگون
کو حوض کوثر سے ہٹایا جائیگا۔
اور میں اس کے متعلق سوال کرونگا
کہ ایسا کیون ہوا جس کے جواب
میں مجھے یہ کہا جائیگا۔ کہ انہوں نے
تیرے بعد ایسے کام کیئے ہیں۔ کہ



وقلوب الناس حینئذٍ
قد ماتت و الذنوب کثرت
واختلف فی امر الدین
حتٰے صدر الناس اشتاتا
وکذالک لما ادعٰی استھزئ
بہ کما استھزئ بالانبیاء
و المرسلین و لما عرض علے
الناس ھداہ وبین ادلۃ
صدق دعواہ و کتب فیہ
الکتب المتعددہ متحدیا
فما استجاب احد منھم
فثبت ان ما انزل الیہ
انزل بعلم اللہ و کذالک
غلب و نصر فی مواطن
کثیرۃ کما کتب اللہ لاغلبن
انا و رسلی الخ و انا لننصر
رسلنا و الذین اٰمنوا الخ ثم
اتی اللہ لہ الارض ونقصھا
من اطرافھا و اتی الناس

جس سے یہ لایق دھکیلے جانے
کے کیئے گئے ہیں۔ پس آپ
اس وقت ایسا ہی فرما دینگے
وکنت شھیدًا علیھم مادمت
فیھم میں اُن کا نگران تھا جب
تک انمیں تھا۔ جب تو نے مجھے
وفات دی۔ تو تو ان کا نگراں رہا
اگر توفی کے معنی یہ ہیں۔ کہ آپ
فوت ہوگئے۔ اور پورے آسمان
پر نہ اٹھائے گئے۔ تو پھر کیوں مسیح کے
متعلق اس کے خلاف معنی لیئے جاتے
ہیں جبکہ رسول صلعم اس کو اپنے
اوپر لگاتے ہیں۔

## دوسری دلیل

وما محمدٌ الا رسول قد خلت من
قبلہ الرسل۔ کہ محمد الرسول اللہ
کے رسول ہیں۔ جن سے پہلے تمام
نبی فوت ہو چکے۔ پس محمد الرسول اللہ

الاقاویل لہٗ کی وعید سے حفاظت
میں رہے پس ثابت ہوگیا۔ کہ
آپ صادق و مصدوق تھے نہ
کاذب و مفتری اگر آپ متقول
علی اللہ تھے تو آپ کے لیئے
اتنی لمبی مہلت کیوں دی گئی
اور اسطرح منصور و مظفر کیوں ہو
اور علی ہذالقیاس جب آپ نے
لوگوں پر اتمام حجت کی تو خداتعالی
نے طاعون اور زلازل کی صورت
مین عذاب بھیجا پس ثابت ہوا۔
کہ آپ خدا تعالی کی طرف سے بھیجے
گئے اور اپنے دعوے میں سچے تھے
ورنہ ایسا عذاب جو اللہ تعالے نے
پہلے نبیوں اور رسولوں کے
وقت ظاہر کیا تھا۔ کیوں حضرت
مرزا صاحب کے زمانہ میں بھیجا
و بعد ذالک نبین العلامات
المخصوصۃ التی بینت خاصۃ

پس مسیح کا بلا تغیر آسمان پر رہنا
اور کھانے کا محتاج نہ ہونا صریح
قرآن شریف کے خلاف ہے

## تیسری دلیل

وما جعلنا
لبشر من قبلک الخلد افان
مت فھم الخلدون یعنے
اے رسول تم سے پہلے معمولی
عمر سے زیادہ کسی فرد کو نہیں
دی گئی۔ خلد ایسی عمر کو کہتے ہیں
جسمیں انسان ایک حالت پر رہے
جوان ہے تو جوان ہی رہے بوڑھا
ہے تو بوڑھا ہی رہے ادھیڑ ہے
تو ادھیڑ ہی رہے۔ بچہ ہے تو بچہ
ہی رہے۔ ایسی عمر کو کسی فرد
بشر کے لیئے جو رسول اللہ صلعم
سے پہلے ہو۔ نہیں دی گئی پس
اگر مسیح بشر ہیں۔ خدا یا خدا کا بیٹا
نہیں تو وہ ضرور ہیں۔ کہ عمر طبعی پاویں



للمسیح الموعود منھا اختلاف
الحلیتین کما جاء فی الصحیح
البخاری فبین ان المسیح
الذی کان رسولا الی بنی
اسرائیل ھو احمر جعد عریض
الصدر والمسیح ھو آدم
سبط الشعر فالفرق بین
بین لفظ احمر و آدم وبین
جعد و سبط الشعر وکذالک
یظھر الفرق من آیۃ
الاستخلاف اعنی بھا
وعد اللہ الذین امنوا منکم
وعملوا الصلحت لیستخلفنھم
فی الارض کما استخلف
الذین من قبلھم فانظروا
الی لفظ منکم وکما انھما
یظھران ان المسیح الموعود
من امت محمد علیہ الصلوۃ
والسلام وھو مشبہ بخلیفۃ

بالآخر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے جسد
عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا
آسمان پر رہنا۔ یہ نصوص قرآنیہ
کے بالکل خلاف ہے
(۱) الم نجعل الارض کفاتاً
احیاء واموانا۔ کیا مردوں اور
زندوں کو سمیٹنے والی اور اپنی طرف
کھینچنے والی زمین نہیں بنائی گئی
یعنی زمین کو ہم نے ایسا بنایا ہے
کہ کوئی زندہ مردہ اس کی سمیٹ
اور کشش سے باہر نہیں رہ سکتا
پس مسیح اگر زندہ ہیں۔ تو بھی باہر
نہیں جا سکتے۔
۲۔ فیھا تحیون وفیھا
تموتون۔ اسی زمین میں زندہ
رہوگے اور اسی میں مروگے
اگر مسیح علیہ السلام کا اس امت
میں دوبارہ آنا فرض کیا جائے۔ تو
بہت سے نصوص کا خلاف لازم

کان لہ مشبھا بہ من سلسلة
الخلفاء الموسویہ فان سلم
ان المسیح الموعود ھو خلیفة
من خلفاء محمد صلی اللہ
علیہ وسلم فلا بد من ان
یکون من امة صلعم۔ ثم
بلین ان المسیح الموعود یاتی لکسر
الصلیب ثم نری ان
فتنة الصلیب قد غلبت
علی الارض وعبدت بعد
ما ابتدعت فثبت ان وقت
کاسر الصلیب اتی فالمسیح
ایضًا فی وقتہ اتی وابطل
دین النصرانیہ بالحجج القطعیہ
والادلة السطعیہ والبراھین
والمسیح والمھدی رجل واحد
کما جاء فی ابن ماجہ فی باب
شدة الزمان لا المھدی
الا عیسی والباقی بعدہ انشاء اللہ

آئے گا۔ اول رسولاً الی بنی
اسرائیل۔ وہ بنی اسرائیل کیطرف
رسول ہیں۔ آمد ثانی پر سب کی
طرف رسول ہونگے۔ رسول اللہ
صلعم کی خصوصیت جو کہ تمام مخلوقات کی
طرف مبعوث ہونا تھی توڑینگے
قل یا ایھا الناس انی رسول
اللہ الیکم جمیعا۔ اور حدیث
بخاری کتاب التیمم بعثت
الی الناس کافۃ دوم قرآن
شریف میں لکھا ہے۔ یوم
ندعوا کل اناس بامامھم قیامت
میں ہر ایک امت کو ان کے
مقتدا کے ہمراہ بلایا جائے گا۔
پس اگر مسیح امت محمدیہ
کے شامل بلائے گئے۔ تو
مسیح علیہ السلام کی امت رانڈ
کی رانڈ رہے گی۔ اور اگر مسیح
اپنی امت کے ساتھ گئے۔ تو پھر



## ترجمہ

اور اس کے بعد ہم وہ خاص
علامتیں بیان کرتے ہیں جو مسیح
موعود کے لیئے بیان کی گئی ہیں
ایک ان میں سے اختلاف دو
حلیوں کا ہے جیسا کہ صحیح بخاری
میں آیا ہے اور بیان کیا گیا ہے
کہ وہ مسیح جو بنی اسرائیل میں
سے تہا۔ وہ سرخ رنگ والا۔
گھنگریالے بال والا اور چوڑے
سینے والا تھا اور وہ مسیح
جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ
گندم گوں اور سیدھے بال
والا پس سرخ رنگ و گندم
گوں، گھونگریالے بال اور سیدھے
بال میں فرق ظاہر ہے اور اسی
طرح آیت استخلاف یعنی وعد
اللہ الذین امنو وعملو الصلحت الخ
سے بھی فرق ظاہر ہے۔ کیونکہ

ان کو اس دنیا میں امتی بنا کر
بھیجنے کا کیا فائدہ رہا۔ جب کہ
قیامت میں ان کو امت سے
خارج کرنا ہے۔ رفع کے اوپر
بہت زور دیا جاتا ہے یہ
کہیں لکھا نہیں۔ کہ رفع اللہ
الی السماء (اللہ نے اس کا آسمان
پر رفع کیا) رفع تو ان کا الی اللہ
ہوا۔ اللہ کے لیئے کوئی جگہ
مقرر نہیں۔ تو آسمان کو
کیوں ترجیح دی گئی۔ جب کہ
ھو اللہ فی السموات وفی الارض
سورۃ انعام میں لکھا ہوا موجود
ہے۔ (اللہ ہی آسمانوں اور
زمین میں ہے) کیا زمین رہ کر
ان کا رفع اللہ کی طرف نہیں
ہوسکتا۔ جبکہ تمام مومنین
کا رجوع الی اللہ اسی زمین میں
مدفون ہو کر صحیح ہے۔ انا للہ و انا

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس امت میں ویسے ہی خلفا بھیجیگا۔ جیسا کہ اس نے اگلی امتوں میں بھیجے۔ آپ لفظ منکم اور کما میں غور فرماویں یہ دونوں الفاظ اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ مسیح موعود اس امت محمدیہ سے ہوگا اور وہ موسوی سلسلہ کے خلفاء میں سے اس خلیفہ کا مشبہ ہوگا۔ جس کا وہ مشبہ بہ ہے یعنے جس کے ساتھ اس کو تشبیہ دی گئی ہے۔ پس اگر یہ بات تسلیم کی جائے۔ کہ

... ... ... ... ...

... ... ... ... ...

... ... ... ... ...

.... ... مسیح موعود خلفا محمدیہ سے ایک خلیفہ ہونگے تو وہ ضرور امت محمدیہ سے

الیہ راجعون

حضرت رفع سے مراد قرب الٰہی ہے۔ اور بلندی درجات ہے پس جبکہ مسیح علیہ السلام کا فوت ہونا ثابت ہو گیا۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ وہ آسمان پر اس جسد کے ساتھ نہ اٹھائے گئے۔ اور نہ اٹھائے جا سکتے ہیں اور نہ اس امت میں پھر آ سکتے ہیں۔ تو لازماً مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔ پس جب مسیح موعود کا اسی امت سے آنا ضروری ہوا۔ تو ضرور ہے۔ کہ انہی انہیں نشانات کے ساتھ بھیجا جانا چاہیے جس کے ساتھ پہلے مامورین پہچانے گئے ہا کیونکہ وہ اس کا مصداق ہوگا۔ قل ما کنت بدعاً من الرسل اور مصدقاً لما بین یدیہ من الکتاب۔ ہم اس جگہ دو قسم



ہی ہونگے۔ پھر مسیح موعود کے لیئے بیان کیا گیا ہے کہ وہ کسر صلیب کے لیئے آئیگا اور نیز ہم دیکھ رہے ہیں کہ زمین پر صلیب غالب ہو گئی ہے اور اس کی پرستش کی جاتی ہے پس ثابت ہو گیا کہ کاسر الصلیب کا وقت آ گیا لہٰذا مسیح بھی اپنے وقت پر آ گیا۔ اور اس نے نصرانی دین کو دلایل قطعیہ سے باطل کر دکھایا اور مسیح اور مہدی ایک ہی شخص ہے۔ جیسا کہ ابن ماجہ باب شدۃ الزمان میں آیا ہے کہ لا مہدی الا عیسیٰ یعنے مہدی اور عیسیٰ ایک ہی ہے

باقی انشاء اللہ

پھر لکھا

جائے

گا

کے معیار لکھتے ہیں۔ ایک وہ جن سے مفتری شناخت کیا جائے۔ دوسرے وہ جن سے کہ صادق شناخت کیا جائے کیونکہ کبھی ایک چیز کی شناخت اس کی ضد سے بھی ہوتی ہے

## شناخت مفتری کا نشان

فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً او کذب بآیاتہ انہ لا یفلح الظالمون۔ اس سے بڑھکر خدا کے دربار میں کوئی مجرم نہیں جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا۔ اور اس سے بڑھکر بھی کوئی ظالم نہیں جس نے اللہ کی نشانیوں کو جھٹلایا۔ ظالم کامیاب نہیں ہوتے ہیں!۔

جب مسیح موعود نے دعویٰ کیا۔ اور اس کی اشاعت کی اور لوگوں نے تکذیب کی تو احمد الفریقین اظلم ہوئے۔ تعیین کے لیئے کہ اظلم کون ہے۔ پہلا

یفلح الظٰلمون کا چراغ ہے۔ فلاح کہتے ہیں بامراد ہونے کو۔ یعنی جو ارادہ اور غرض ایک فعل سے قرار دیا جائے۔ اس غرض کا پورا ہو جانا یہ فلاح ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر مرزا صاحب نے افترا کیا ہے تو آپ کی غرض اس سے بڑھکر نہیں ہو سکتی ہے۔ جو مفتریوں کی ہوا کرتی ہے۔ یعنی وجاہت دنیوی۔ جاہ طلبی۔ شہرت پسندی۔ اور ان کے تکذیب کرنے والے کی غرض سوائے اس کے اور نہیں ہو سکتی کہ اس سے لوگ بچیں۔ اور پرہیز کریں اور یہ تباہ اور خوار ہوں۔ پس مرزا صاحب اپنی ان مذکورہ غرضوں میں کامیاب ہوئے یا نہ۔ آپ کے پانچ لاکھ کے قریب جاں نثار پیدا ہوئے۔ تمام روئے زمین پر آپ کا نام پھیل گیا۔ اور جھٹلانے والے اپنی غرضوں میں ناکام رہے۔ اصل میں یہ دلیل تو ہمارے آقا سیدنا محمد رسول صلعم کی اثبات نبوت کے لیئے پیش کی گئی ہے۔ پس کامیابی اسیطرح کی کامیابی سمجھی جائیگی جس طرح کہ آپ کی کامیابی ہوئی۔ اور ناکامیابی بھی اسیطرح سمجھی جائے گی جسطرح کہ آپ کے اعدا کی ہوئی۔ کیونکہ رسول صلعم کی ذات بابرکات میزان و معیار ہے۔ جسطرح آپ کی ترقی تدریجی ہوئی اور ہو رہی ہے۔ ویسا ہی حضرت مرزا صاحب کے متعلق غور کرنا ہے کہ ان کی ابتدا بھی ایسی حالت میں ہوئی۔ کہ آپ کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ اور نہ آپ کا نام کوئی جانتا تھا۔ آہستہ آہستہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایک جماعت کثیر عطا فرمائی۔ اور وہ جماعت مخالفین میں سے ہی ہاتھ آئی۔ اور تمام دنیا میں آپ کی شہرت پھیلائی۔ اور ہر طرح کی فتوحات سے آپ کا دامن مراد بھر دیا پس وہ علامت جو مفتری کی تھی وہ آپ میں نہیں تھی وہ آپ میں نہیں پائی جاتی تھی۔ کیونکہ آپ انبیاء کے طرز پر کامیاب ہیں اور آپ کا دشمن مفتری ہے۔ کیونکہ وہ انبیاء کے اعدا کیطرح ناکام ہے

## دوسری علامت مفتری کی

ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین۔ کہ اگر کوئی ہمارے اوپر ایسی باتیں گھڑی جو ہم نے اسے نہیں بتائیں۔ ہم اپنے زبردست ہاتھ کے ساتھ اسے روکتے اور اس کی رگ جان کو کاٹ دیتے ہیں۔ یہ مفتری کی ایسی علامت ہے۔ کہ جسکو تورات میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ اور آپ کے مولوی ثناء اللہ نے تفسیر ثنائی کے مقدمے میں اٹل قانون الٰہی مانا ہے۔ کہ مفتری قتل کیا جاتا ہے۔ اور اسکی ترقی روک لیجاتی ہے۔ نہایت تھوڑے زمانے میں اس کی ساری کارروائی نابود ہو جاتی ہے۔ جس کی کہ نظیر مسلّم منصوص مسیلمہ صاحب یمامہ ہے اور اسود عنسی یمنی ہے۔ کیا جھاگ کی طرح یہ اٹھے اور بڑھے۔ پھر تھوڑی مدت میں بیٹھ گئے۔ غارت کیئے گئے اور قتل کیئے گیئے۔ اور ان کے بعد ان کا کوئی نام لیوا باقی نہ رہا۔ یہ معیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صادق ہونے کے لیئے بیان کیا گیا ہے۔ پس جب کہ

باوجود اس کے کہ اس آیت شریفہ کے نزول کے وقت آپکے دعوے کو ۱۲ سال سے زیادہ نہیں ہوا تھا۔ اور ابھی آپ کے ساتھ ایک سو آدمی کے قریب بھی نہیں ہوا تھا۔ اور جو تھے۔ ان میں سے بھی اکثر جابجا منتشر یا پوشیدہ تھے۔ ایسے وقت میں آپ کی سچائی پر یہ معیار پیش کیا جاتا ہے۔ پس جب مرزا صاحب قادیانی نے دعوے مسیحیت کر کے آپ کے جمیع زمانہ نبوت سے زیادہ عمر پائی ہے۔ اور یاتیک رجال نوحی الیھم من السماء (۔۔۔ "I will give you a Large Party of ISLAM. (یعنی میں تمہارے متبعین میں ایک بڑا گروہ مسلمانوں کا بناؤنگا) اور یاتونک من کل فج عمیق کا وعدہ دیا جاتا ہے اور فحان ان تعان وتعرف بین الناس (یعنی وہ وقت قریب آگیا۔ کہ تیری مدد کی جاوے اور تیرا شہرہ آفاق میں ہو۔) پھر وہ اپنی عمر میں اس کو پورا ہوتا ہوا دیکھ لیتا ہے۔ تو وہ پھر خدا کیطرف سے کیوں نہیں ہوگا اور اسے کیوں مفتری و کذاب کہا جائیگا۔

## صادق کی شناخت کا نشان

وقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون۔ میں نے تم میں اس دعوے سے پہلے ایک عرصہ دراز اپنی عمر کا گذارا ہے۔ کیا تمہیں عقل نہیں۔ یہ معیار حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کے اثبات کے لیئے پیش کیا۔ اور بارگاہ الٰہی سے حکم ہوا۔ کہ اس کو

لہ تمہاری طرف وہ لوگ آئیں گے۔ جنپر آسمان سے وحی نازل کرینگے۔



پیش کرو۔ جب کفار نے آپ کی تعلیمات اور دعاوی کو ناپسند کیا۔ اور تکذیب کی۔ تو اس وقت میں آپ کو یہ حکم ہوا۔ کہ ان کو کہو کہ میں نے تم میں ایک عرصہ دراز گذارا ہے۔ کبھی مجھ سے کسی افترا کا احساس آپ لوگوں نے کیا ہے۔ اور میرے کسی کذب پر آپ لوگ مطلع ہوئے ہیں۔؟ پس جبکہ میں وہ سورج ہوں۔ جو اپنی مستقر سے نہیں ہٹتا۔ اور وہ چاند ہوں۔ جو کہ منازل مقررہ سے خطا نہیں کرتا۔ امین و مامون کا مجھے خطاب دیتے ہو۔ تو یہ تمہاری عقلوں نے کس طرح جائز رکھا ہے۔ کہ جس شخص نے مخلوق پر کبھی کوئی جھوٹ نہیں بولا۔ اور اپنی کسی غرض کے لیئے دھوکا دہی نہیں کی۔ تو کیونکر اس نے پہلے دن میں اللہ ہی پر جھوٹ بولا۔ کیونکہ گناہوں میں بھی تدریج ہوتی ہے۔ کبھی ایسا تجربہ میں نہیں آیا۔ کہ چور نے پہلی دفعہ جو چوری کی ہو۔ تو سرکاری خزانہ پر ہاتھ مارا ہو پہلے اور رعایا کے خزانوں پر ہاتھ مارتا ہے۔ پھر بادشاہ تک اس کی نوبت پہنچتی ہے۔ پس جب کہ رسول صلعم نے اپنی صداقت کے لیئے پیش کیا ہے۔ اور خدائے تعالےٰ نے حکم کیا ہے۔ کہ اس معیار کو پیش کرو۔ تو آپ کے غلام کے لیئے کیوں اس معیار کو پیش نہ کیا جاسے۔ جب کہ ویسی ہی شہادت دشمنوں سے ان کے حق میں بھی ملتی ہے۔ اور یہی الہام حضرت مسیح موعود کو خدا نے کیا۔ اور اس پر انہوں نے انعامی اشتہار شایع کر کے لوگوں سے یہ بات طلب کی۔ کہ کوئی میرا

عیب چھوٹا ہو۔ یا بڑا اگر ثابت کر دے۔ تو اس کو انعام دیا جائیگا علاوہ ازین آپ کی معصومیت کی شہادت اول المخالفین مولوی محمد حسین بٹالوی نے اشاعتہ السنتہ میں دی۔ باوجود اتنی مخالفت کے کوئی بھی عیب ثابت نہ کرسکا۔ پس اس معیار کی رو سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب اپنے دعووں کی رو سے سچے ٹھہرتے ہیں۔....

## دوسرا معیار صادق کی شناخت کا

ظھر الفساد فی البر والبحر

جسوقت میں کہ براعظموں میں رہنے والے اور جزائر میں رہنے والے بگڑ جائیں۔ یا وہ جو خشک ہیں۔ علوم شرعیہ کے وارث نہیں۔ اور وہ جو تری میں ہیں علوم شرعیہ کے وارث ہیں۔ ان میں فساد آجائے۔ تو مامور کی ضرورت ہے۔ اور یہ وقت کی شہادت ہے اور یہ بھی رسول اللہ صلعم کی ضرورت بنوت پر ایک دلیل قرآن شریف میں بیان کی گئی ہے۔ اسیکے مطابق اب بھی زمانہ پر نظر کیجئے۔ اور دیکھہ لیجے کہ علماء کا کیا حال ہے۔ اور جہلاء کا کیا حال ہے۔ اور براعظموں کے رہنے والوں کا کیا حال ہے۔ اور جزیرون کے رہنے والے کا کیا حال ہے ؎ بے کسے شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست۔ ہر کسے در کار خود با دین احمد کار نیست



ہر طرف سیل ضلالت صد ہزاران تن ربود
حیف بر چشمے کہ اکنون نیز ہم بیدار نیست

؎ ہر طرف کفر است جوشان ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدین

## تیسرا معیار شناخت کا

یاحسرة علی العباد ما یاتیھم من رسول الا
کانو بہ یستھزؤن ٭

کیسے حسرت و اندوہ کی بات ہے۔ بندوں پر کہ میرا کوئی بھی بھیجا ہوا آئے۔ تو اس کو یہ ٹھٹھوں پر اڑاتے ہیں۔ یعنے مخلوقات کا استہزا ہر رسول کے لیئے خاصہ لازمہ ہے۔ اور اس سے کوئی بھی مستثنےٰ نہیں۔ مسلمہ کے ساتھ ہنسی نہیں کی۔ اسود کے ساتھ ہنسی نہیں کی۔ اگر استہزا کیا گیا ہے۔ تو محمد رسول اللہ صلعم رئیس الصادقین کے ساتھ۔ اور اب تک کیا جاتا ہے۔ عیسائیوں اور آریوں کے اخبارات و کتابوں کو پڑہو۔ تو معلوم ہو جائے

پس جن جن لفظوں سے انبیاء سابقین پر استہزا کیا گیا ہے۔ ان ہی الفاظ کے ساتھ آج مسیح موعود کے ساتھ ہنسی کی گئی ہے۔ کذاب ہے؛ مفتری ہے؛ دکان دار ہے؛ شاعر ہے؛ ساحر ہے۔ مجنوں ہے؛ کاہن ہے؛ لوگوں کے مال کھانے والا؛

دینے کے باز۔ ابائی طریق سے ہٹانے والا قاطع ارحام



## چوتھا معیار

ان کنتم فی ریب مما نزلنا علے عبدنا الخ

اگر تمھیں محمد رسول اللہ صلعم پر جو امور نازل ہوئے ہیں۔ انہیں شک ہے۔ تو اس کی مثل بناؤ۔ اور جہان تک تمہیں مددگار ملسکتے ہیں۔ ان کو لاؤ۔ اگر تم اس شک کرنے میں سچے ہو۔ جب لوگون نے زمانہ حال میں قرآن شریف کے اعجاز سے انکار کیا۔ اور کہا کہ یہ کلام معجز نہیں ہے۔ تو مسیح موعود نے اسی تحدی کے ساتھہ اپنے کلام کو پیش کیا۔ تمام علمائے نصاریٰ کے سامنے اور تمام منکرین کے سامنے اپنی طرف سے کتابیں لکھکر پیش کیں جن مین یہ دکھلایا کہ جب تم محمد رسول اللہ صلعم کے غلام کے کلام کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہو۔ اور اس کی نظیر نہیں لاسکتے۔ تو محمد رسول اللہ صلعم کے آقا رب العالمین کے کلام کی تم کیونکر نظیر لاسکتے ہو۔ جو شخص کہ غلام عبداللہ حضرت محمد رسول اللہ کے مقابلہ سے عاجز ہین۔ وہ اللہ کا مقابلہ کیونکر کرسکتے ہیں۔ اور علماء منکرین۔ اہل اسلام کو اس طور پر بلایا۔ کہ اگر تمہین قرآن دانی پر ناز ہے۔ اور زبان دانی کا فخر ہے۔ تو آؤ اسکی تفسیر لکھتے ہیں۔ ہمارا مقابلہ کرو۔ اور دیکھہ لو کہ قرآنی معارف کا دروازہ کس کے لیئے کھولا جاتا ہے۔ علماء نے مقابلہ میں لوگوں کو اکسایا۔



جھوٹے الزام دیئے۔ فتنہ انگیزی کی۔ لیکن اس راہ سے کوئی نہ آیا۔ گو لو نشاء لقلنا مثل ھذا انہون نے کہا۔ اور اس کی غلطیان نکالنے کی کوشش کی جسطرح کہ آج تک نصاریٰ اور یہود قرآن شریف کی غلطیوں کے مدعی ہیں۔ اس معیار کو جب رسول اللہ صلعم نے پیش کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فان لم یستجیبوا لکم۔ فاعلموا انما انزل بعلم اللہ فھل انتم مسلمون اگر یہ قبول نہ کرین اس دعوت کو اور اس راہ سے مقابلہ کرین۔ تو یقین کرو۔ کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ جب ان آیات سے ثابت ہوگیا۔ کہ نبی کریم کے کلام کا مثل وہ لوگ نہ لاسکے۔ تو آپ نبی ہوگئے ایسا ہی جب مرزا صاحب کا کلام بے مثل ثابت ہوگیا۔ تو وہ بھی نبی ثابت ہوگئے

## پانچوان معیار

وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا

کہ ہم عذاب نہیں کرنے والے رسول کے بھیجنے سے پیشتر ولقد ارسلنا الیٰ امم من قبلک فاخذناھم بالباساء والضراء لعلھم یتضرعون ط تجھہ سے پہلے جن امتوں کی طرف ہم نے رسول بھیجے ہیں ان کو بیماریوں اور قحطوں نے پکڑا ہے تاکہ وہ لوگ گریہ و زاری سے کام لین۔ پس اس زمانہ میں عالمگیر طاعون کو دیکھو۔ اور اس بات کو بھی دیکھو۔ کہ جب طاعون کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ تو طاعون

کی خبر دی گئی۔ کتاب براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ الہام لکھا ہوا ہے۔ جس کو کہ لکھے ہوئے قریب چالیس برس ہوتے ہیں۔ الامراض تشاع والنفوس تضاع بیماریاں پھیلیں گی اور جانیں ضایع ہونگی

## چھٹا معیار

کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا و یوم یقوم الاشہاد

خدا نے یہ بات لکھدی ہے۔ کہ میں اور میرے رسول ہی غالب آئینگے اور ہم اپنے رسولوں اور ان پر ایمان لانے والوں کی مدد نہ صرف آخرت میں بلکہ اس دنیا میں بھی ضرور کرتے ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ نصرت اور غلبہ سے کیا مراد ہے۔ کیونکہ رسولوں پر استہزا کیا جاتا ہے بعضوں کو مار پیٹ بھی ہوتی ہے۔ مومنوں کے ساتھ بھی یہی واقعات پیش آتے ہیں۔ پھر باوجود ان واقعات کے پیش آنے کے غلبہ کسطرح پر ہوتا ہے۔ اور نصرت کس طرح پر ہوتی ہے۔ اس سوال کا جواب بھی قرآن شریف سے ہی دیا جاتا ہے اور اس مشکل کو بھی کلام اللہ سے حل کیا جاتا ہے۔ افلا یرون انا ناتی الارض ننقصہا من اطرافہا افہم الغالبون۔ وہ جو نصرت اور غلبہ سے منکر ہیں۔ اور انکی نگاہوں میں یہ غلبہ اور نصرت ایسا باریک ہے۔ کہ نظر



نہیں آتا۔ ان کو کالشمس فی النہار اس غلبہ اور نصرت کو دکھلاتے ہیں۔ کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کے اطراف سے اس کو کم کرتے چلے آتے ہیں۔ کیا یہ غالب ہو سکتے ہیں۔ یعنے جو کل کفر کی زمین تھی آج وہ اسلام کی ہے۔ اور جس گھر کے اہل کافر تھے۔ وہ آج مسلمان ہیں اور جو گھر کل کفار کا تھا۔ وہ اب ابرار کا ہے۔ تو پھر یہ ترقی جو مخالفین کو ہر روز گھٹا رہی ہے۔ ان کو غلبہ اور نصرت دکھلاتی نہیں تمام مخالفین اس بات پر زور لگاتے ہیں۔ کہ اس نبی و رسول کا نام و نشان مٹا دیا جائے اور اس کا ساتھی ایک بھی نہ چھوڑا جائے۔ باوجود اس کے۔ کہ مخالفین مال و دولت کے لحاظ سے حکومت کے لحاظ سے ظاہری وجاہت کے لحاظ سے نہایت بڑھے ہوئے ہیں۔ اور رسول ان کے مقابلہ میں بےبس ہے۔ ملک الموت کیطرح سے انکی اندر سے اٹھائے ہی چلا جاتا ہے۔ یہ بہتیرا شور و غل کرتے ہیں لیکن اس کے پنجہ میں آیا ہوا یہ چھڑا نہیں سکتے۔ غلبہ اور نصرت اس کا نام ہے۔ سارے مخالفین کا بالاتفاق زور لگانا کہ کوئی بھی اس کے ساتھ نہ ملے۔ وہ سب کے زوروں کو توڑ کر کے اپنے ہی چلا جاتا ہے۔ ہر ایک کا لینا اس کا معجزہ اور بڑا عظیم الشان قوت اور شوکت والا نشان ہے۔ اسی معیار سے مرزا

## علامات خاصہ

اب معیاروں کے بعد وہ علامات ذکر کیے جاتے ہیں۔ جو مسیح موعود

کے لیئے خصوصیت کے ساتھ احادیث میں بیان کیے گئے ہیں ایک علامت یہ ہے۔ کہ مسیح اسرائیلی کا حلیہ یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ سُرخ رنگ گھنگرولے بال والا۔ چوڑے سینے والا ہے۔ اور آنے والی مسیح کا حلیہ جس کو دجال کے مقابل نبی کریم نے دیکھا ہے۔ گندم گون رنگ۔ سیدہے بالوں والا۔ پس سرخ رنگ اور گندم گوں رنگ مین فرق عظیم ہے۔ اور سیدہے بال اور گھنگروالے بال میں کھلا فرق ہے جس عیسٰے کو موسٰے کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کو سرخ رنگ اور گھنگرولے بال والا فرمایا۔ اور جسکو دجال کے بالمقابل دیکھا ہے۔ اس کو گندم گوں سیدہے بالوں والا فرمایا۔ اس سے صاف کھل گیا۔ کہ مسیح دو ہیں۔ اب احمدیوں اور غیر احمدیوں سے جنہوں نے مرزا صاحب کو دیکھا ہے قسم دے کر پوچھو۔ کہ وہ گندم گوں رنگ اور سیدہے بالوں والے تھے۔ یا نہیں تھے۔ {بخاری شریف صفحہ ۴۸۹ مطبوعہ میرٹھ} اور مسلم شریف میں ایسا ہی آیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۹۵ مسلم شریف مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی}

دوسری علامت یہ ہے۔ کہ وہ صلیب توڑے گا۔ ایسے وقت میں جب کہ غلبہ صلیب ہو گا۔ جس سے مراد غلبہ نصرانیت ہے۔ اور علماء زمانہ ان کی تائید کر رہے ہونگے۔ اور انکی نصرانیت کی ابطال سے عاجز ہونگے۔ اس وقت میں یہ بھی علامت موجود ہے۔ کہ نصرانیت کا غلبہ اور صلیب پرستی دنیا پر چھا گئی ہے۔ اس علامت سے ایک اور بھی مسئلہ



حل ہو گیا۔ کہ بعض حدیثون مین آیا ہے۔ کہ وہ دجال کو قتل کرے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صلیب کا توڑنا۔ اور دجال کا قتل ایک ہی ہے۔ اور سورہ کہف کی ابتدائی آیتون کو جو دجال کے فتنے سے محفوظ رکھنے کو لیئے بتلایا ہے۔ وہ بھی نصرانیت کا ہی پتہ بتلاتی ہین (دیکھو مسلم ابو داؤد نسائی) اور کسر صلیب کے معنی ابطال نصرانیت علامہ حسینی طیبی۔ ابو حمزہ نے لکھے ہین۔ اور مسیح و مہدی کے ایک ہونے کی دلیل ایک حدیث ابن ماجہ کی ہے۔ جو باب شدۃ الزمان مین روایت کی ہے اس حدیث مین لکھا ہے۔ لا المھدی الا عیسٰے یعنے عیسے اور مہدی ایک ہی شخص ہے۔

دوسری یہ ہے۔ کہ ایک وقت مین دو امام مفترض الطاعۃ نہین ہو سکتے۔ بلکہ جب ایک کی موت ہو جائے تو دوسرے کی گردن اڑانے کا حکم نہیں۔ (مشکوٰۃ و مسلم)

# تتمہ

جو تشریح ہم اوپر لکھ آئے ہین۔ وہ تو اس مضمون کے متعلق تھی جو کہ عربی پرچے مین مندرج تہا۔ اب ہم اس تفہیم کو چند باتون کے تذکرہ پر ختم کرتے ہین۔ اول یہ کہ ہمیشہ سے یہ نشان مہدی کا اس کے وقت مین رمضان مین سورج و چاند کو گرہن لگے گا مشہور تہا۔ اور تمام مسلمانون کی زبانون پر اس کا تذکرہ تہا۔ اور کبھی کسی نے نہ کہا۔ کہ یہ نشان نہین ۰۰۰۰۰

اور نہ اس کے پورا ہونے کے قبل اس پر کوئی قابل غور اعتراض کیا گیا۔ لیکن جسوقت وہ ایک مدعی کے دعوے کے لیئے بطور شہادت پیش ہوا۔ تو جس گواہ کو باجماع عدول مانا تھا۔ اس پر لگی جرح ہونے فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ حالانکہ یہ ایسا نشان تھا۔ کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہین۔ ایسا وقوع مین نہین آیا کیا اس نشان کا ایک مدعی کے وقت مین واقع ہونا۔ اس بات پر دلالت نہین کرتا۔ کہ یہ عظیم الشان غیب کی خبر تھی۔ اور یہ کہ عالم الغیب کی طرف سے یہ خبر بواسطہ نبوت جہان کو پہنچائی گئی ہے۔؟

اب ہم ناظرین سے یہ سوال کرتے ہین۔ کہ آیا وہ ادلہ جو کہ مضمون ہذا مین بیان کیئے گئے ہین۔ جو فرداً فرداً بھی صدق مدعا پر دلالت کرتے ہین اور مجموعۃً بھی اس کی نظیر کسی مفتری مین دکھلانا مکذب کے لیئے ضرور ہے یا نہیں؟ اور یہ یاد رہے۔ کہ باوجود ان دلایل کے تصدیق نہ کی گئی تو کوئی نبی بھی قابل تسلیم نہیں رہیگا۔ پھر اس بات کی بھی کوئی نظیر نہیں ہے کہ کوئی نبی دوبارہ اس دنیا مین آیا ہو۔ ہان علما نے لفظ ابن مریم اور نزول سے اسی مسیح کا آنا سمجھا ہے۔ اس کی نظیر یہود مین پائی گئی ہے۔ کہ ملاکی نبی کی کتاب مین صاف لکھا ہوا ہے کہ جبتک الیاسؑ دوبارہ آسمان سے نہ آئین۔ تب تک سچا مسیح نہ آئے گا۔ پس جب حضرت مسیح علیہ السلام تشریف لائے۔ اور یہود نے یہ سوال پیش کیا تو آپ نے فرمایا۔ کہ اس سے مراد ان کے اخلاق پر کسی آدمی کا پیدا



ہونا ہے۔ سو وہ یوحنا یعنے یحییٰؑ ابن ذکریا ہے۔ یہود نے مسیحؑ کے اس معنی کو تسلیم نہ کیا۔ اور یحییٰؑ سے سوال کیا۔ کہ تم وہی الیاس ہو۔ یوحناؑ نے کہا نہیں! جب مسیح کا یہ خود کردہ فیصلہ ہے۔ تو آپ کے متعلق یہ فیصلہ کیون تسلیم نہ کیا جائے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

بیرونی دشمنون کا حملہ اس زمانے مین اسلام پر ایسا ہے۔ کہ اسے دم لینے نہیں دیتا۔ اور اندرونی حالت یہ ہے۔ کہ فرقہ ہائے مختلفہ ایک دوسرے کی تکفیر اور تضلیل کر رہے ہین۔ حالانکہ یہ اکثر عقائد مین متفق ہین۔ تو کیا ایسے وقت مین اس حکم عدل کی ضرورت نہیں۔ جو کہ تمام مذہبون سے اسلام کے لیئے مدافعۃ کرے اور باہم فرقون کا بھی فیصلہ کرے۔ حدیث شریف مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ پہلی امتین بہتر ۷۲ فرقے ہوئین۔ اور میری امت ۷۳ فرقے ہوگی جنمین سے ایک فرقہ جنتی ہے باقی سب ناری ہین۔ سوال کیا گیا۔ کہ جنتی کون ہین۔ فرمایا کہ وہ جماعت ہے اور کبھی فرمایا۔ کہ جنکی میری اور میرے صحابہ جیسی حالت ہو۔ اب ہم ناظرین سے سوال کرتے ہین۔ کہ ایسا فرقہ کون موجود ہے۔ جو کہ ایک امام کے ماتحت ہون۔ اور سب کے سب جیسا کہ صحابہ رسول صلعم کی زندگی مین آپ کیطرف اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء کیطرف رجوع کرتے ہین رجوع کرین۔ اور کون وہ ہین۔ جن کو صحابہ کیطرح بُرا کہا جاتا ہے۔ اور ان کے کھانے اور پانی بند کیئے جاتے ہین۔ کبھی کسی نبی یا ولی اور امام و دیگر راستبازون نے کھانا بند نہیں کیا۔ یہ طریقہ

انبیا کے دشمنون کا ہی ہے۔ تب ہی تو شریعت مین کوئی اس قسم کی تعزیر بتلائی نہین گئی۔ بتلایا گیا ہے۔ تو یہی کہ کفار قریش نے رسول صلعم اور صحابہ رضہ کا تین سال تک پانی اور دانا بند رکھا تھا

بالآخر ہم یہ عرض کر کے اپنے مضمون کو ختم کر دیتے ہین۔ کہ یہ وہ مضمون ہے جس کے سننے کا پبلک کو مولوی مرتضے اور مولوی عبدالوہاب نے موقعہ نہین دیا۔ ہم نے اپنی طرف سے اس پرچہ کو اب پبلک کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ وہ خود فیصلہ کر لین ؛

وما علینا الا البلاغ

سکرٹری انجمن احمدیہ مونگیر

## اطلاع

مونگیر کا مباحثہ اس حصہ اول مین شایع کیا گیا ہے اور واقعات بھاگلپور جو اس مباحثہ کے بعد پیش آئے اور علماء سوء نے جو جو حرکات مباحثہ مونگیر کے بعد بھاگلپور پہونچکر کین۔ اور نیز جو بعض سوالات بغرض حصول جواب مولوی عبدالوہاب نے احمدی جماعت سے بغرض دفع الوقتی کئے تھے۔ اون سب کا جواب اور علماء کے بزرگون سے ایسے کلام نقل کئے ہین۔ جو حضرت مسیح موعود کے کلمات طیبات سے بہت زیادہ بڑھکر قابل اعتراض ہین "واقعات بھاگلپور" کے نام سے حصہ دوم مین شایع کئے گئے ہین۔ ناظرین دفتر الحق سے بقیمت ۱۲ ان کو بھی منگا کر ملاحظہ فرمائین۔ تاکہ پورا علم اس مباحثہ کا ہوجائے

مینجر اخبار الحق دہلی